جانور جمادات بولتے ہیں

تصنیف لطیف

مفسر اعظم پاکستان شیخ القرآن والحدیث

حضرت علامہ

مولانا محمد فیض احمد اویسی رضوی

دامت برکاتہم العالیہ



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام کتاب: **جانور جمادات بولتے ہیں**

مصنف: **مفسر اعظم پاکستان شیخ الحدیث**

مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی صاحب مدظلہ العالی

باہتمام: محمد سہیل اویسی، محمد آصف اختری، محمد خالد اویسی، محمد علی اختری اویسی (باب المدینہ)

اشاعت: باراول محرم الحرام ۱۴۳۰ھ

کل صفحات: 80

کمپوزنگ: محمد صفدر صابر (کبیر والا/ خانیوال)

پروف ریڈنگ: الفقیر القادری محمد یوسف اویسی رضوی غفرلہ

ناشر

اسلامی کتب کا مرکز ادارہ تالیفات اویسیہ

ماڈل ٹاؤن بی (B) نزد سیرانی مسجد بہاولپور

0300-6830592

0321-6820890

فہرست

پیغام اعلیٰ حضرت

امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

پیارے بھائیو! تم مصطفیٰ ﷺ کی بھولی بھالی بھیڑیں ہو، بھیڑیے تمہارے چاروں طرف ہیں یہ چاہتے ہیں کہ تمہیں بہکادیں، تمہیں فتنے میں ڈال دیں، تمہیں اپنے ساتھ جہنم میں لے جائیں، ان سے بچو اور دور بھاگو، دیوبندی ہوئے، رافضی ہوئے، نیچری ہوئے، قادیانی ہوئے، چکڑالوی ہوئے، غرض کتنے ہی فتنے ہوئے اور ان سب سے نئے گاندھوی ہوئے جنہوں نے ان سب کو اپنے اندر لے لیا یہ سب بھیڑیے ہیں، تمہارے ایمان کی تاک میں ہیں ان کے حملوں سے اپنا ایمان بچاؤ حضور اقدس ﷺ، رب العزت جل جلالہ کے نور ہیں، حضور سے صحابہ روشن ہوئے اب ہم تم سے کہتے ہیں یہ نور ہم سے لے لو ہمیں اس کی ضرورت ہے کہ تم ہم سے روشن ہو، وہ نور یہ ہے کہ اللہ و رسول کی سچی محبت ان کی تعظیم اور ان کے دوستوں کی خدمت اور ان کی تکریم اور ان کے دشمنوں سے سچی عداوت جس خدا اور رسول کی شان میں ادنیٰ توہین پاؤ تمہارا کیسا ہی پیارا کیوں نہ ہو فوراً اس سے جدا ہو جاؤ، جس کو بارگاہ رسالت میں ذرا بھی گستاخ دیکھو پھر وہ تمہارا کیسا ہی بزرگ معظم کیوں نہ ہو اپنے اندر سے اسے دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو۔

(وصایا شریف ص ۳، از مولانا حسنین رضا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی ونسلم علٰی رسولہ الکریم

اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ انسان کے علاوہ ہر شے میں اس کے لائق شعور ہے۔ وہ حیوان ہو یا جماد اللہ تعالٰی نے فرمایا:

یُسَبِّحُ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ (سورۃ الجمعۃ)

ترجمہ: اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے ور جو رکچھ زمین میں ہے (کنز الایمان)

بخلاف فلاسفہ کے کہ وہ اس کے منکر ہیں اسلاف نے ان کے رد میں دفتر کے دفتر بھر دیے فقیر ان کے فیض سے یہ چند سطور پیش کر کے اپنے اسلاف کی یاد تازہ کرے گا اس سے ایک طرف اہل اسلام کی تائید ہو گی تو دوسری طرف انبیاء کرام واولیاء عظام علی نبینا وعلیہم السلام کے کمالات کا ثبوت بہم پہنچے گا۔

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

وصلی اللہ تعالٰی علٰی حبیبہ الکریم الامین

وعلٰی آلہ واصحابہ اجمعین

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہٗ

بہاولپور (پاکستان) ۱۴۲۴ھ

یاد رہے کہ جمادات اور جانوروں کا بولنا دو طرح مذکور ہو گا۔

☆۔ معجزہ و کرامت کے اظہار پر جانور بولیں۔

☆۔ جانوروں و جمادات ذکر الٰہی کے طور یا ویسے ان کے اپنے اطوار سے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے ساتھ جانوروں کا بولنا بکثرت ثابت ہے دوسرے انبیاء کرام علیھم السلام کے ساتھ بھی جانوروں اور جمادات کا بولنا ثابت ہے اور اولیاء عظام کی کرامات کا بھی کوئی شمار نہیں۔

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے لئے تو علم ماکان ومایکون کے تحت عقائد میں شامل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بعطائے الٰہی تمام اشیاء کی نہ صرف بولی جانتے ہیں بلکہ ان کے حالات سے بھی آگاہ ہیں اس جملہ موضوع کی تفصیل کے لئے دفاتر بھی ناکافی ہیں صرف چند نمونے ناظرین کے لئے حاضر ہیں۔

گر قبول افتد زہے عزو شرف

حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہر بولی کے عالم ہیں

اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ حضو صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہر بولی جانتے ہیں وہ انسان ہوں یا حیوان وہ جن ہوں یا ملک وہ حجر ہوں یا شجر وغیرہ وغیرہ۔

بخلاف مخالفین کے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سوائے عربی کے کسی بولی کا علم نہیں تھا ان کا یہ عقیدہ ایک من گھڑت خواب سے واضح ہے جسے مولوی خلیل احمد انبیٹھوی و مولوی رشید احمد گنگوہی نے براہین قاطعہ میں لکھا کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیو بند کے مولویوں کے پاس آنے جانے سے اردو آگئی (ملخصا) (براہین قاطعہ ص ۳۰)

تفصیل دیکھئے فقیر کا رسالہ ''دہلی کے خواب میں چھیچھڑے'' فقیر نے اس موضوع پر ایک مستقل رسالہ

لکھا ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ما کان و مایکون کے ذرہ ذرہ کا علم ہے اس میں ہر شے کی بولی جاننا ہے یہاں موضوع کے لحاظ سے چند دلائل وشواہد گزارش کرتا ہوں۔

قاعدہ: یہ قاعدہ قرآن مجید میں ہے کہ ہر نبی علیہ السلام جس قوم کے لئے مبعوث ہوتا ہے اسے اس قوم کی بولی کا علم ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ الآیۃ سورۃ ابراہیم:۴

ترجمہ: اور ہم نے ہر رسول اس کی قوم ہی کی زبان میں بھیجا ہے کہ وہ انہیں صاف بتائے۔ (کنزالایمان)

فائدہ: اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ حضور علیہ السلام کُل کائنات کے ذرہ ذرہ کے نبی ورسول ہیں اس عقیدہ کے مطابق اس آیت شریفہ سے یہ ثابت ہوگیا کہ ہر رسول کو اپنی قوم کی زبان کا علم ہوتا تھا اس سے نتیجہ نکلا کہ ہمارے نبی علیہ السلام کو اپنی امت کا علم عطا فرمادیا ہے۔

جملہ کائنات کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ حضور علیہ السلام جملہ کائنات کے رسول ہیں اس کی تائید ملاحظہ ہو اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ

(پارہ ۲۲، سورہ سباء)

ترجمہ: اور اے محبوب ہم نے تم کو نہ بھیجا مگر ایسی رسالت سے جو تمام آدمیوں کو گھیرنے والی ہے۔ خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا، لیکن بہت لوگ نہیں جانتے۔ (کنزالایمان)

ترجمہ: ہم نے آپ کو ساری کائنات کے انسانوں کے لئے رسول وبشیر ونذیر بنا کر بھیجا ہے مگر اکثر لوگ نہیں جانتے۔ دوسرے مقام پر فرمایا:

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا (پارہ ۱۸ سورۃ فرقان)

ترجمہ: برکت والی ہے وہ ذات جس نے اپنے عبد مقدس پر کتاب نازل فرمائی تاکہ ہوں جملہ

عالمین کو ڈر سنانے والے۔ان آیات سے واضح ہوا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کائنات کے ذرّہ ذرّہ کے نبی ہیں تو پھر ہر ایک کی بولی بھی جانتے ہیں چند شواہد ملاحظہ ہوں۔

☆......تفسیر جمل میں ہے :وَهُوَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ كَانَ يُخَاطِبُ كُلَّ قَوْمٍ بِلُغَتِهِمْ۔

ترجمہ:حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہر قوم سے ان کی زبان میں بلاغت کے ساتھ خطاب فرمایا کرتے۔ (تفسیر جمل جلد۲،صفحہ۵۱۲)

فائدہ:اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو تمام مخلوق کی زبانوں کا علم ہے۔

☆......نسیم الریاض شرح شفاء شریف جلد اول میں علامہ خفاجی فرماتے ہیں:

انّہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ بُعِثَ لِجَمِيْعِ النَّاسِ بِجَمِيْعِ اللُّغَاتِ۔(نسیم الریاض جلد۲،۳۸۷)

ترجمہ:اللہ تعالیٰ نے چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو تمام لوگوں کی طرف بھیجا ہے تو اللہ تعالیٰ نے تمام زبانیں بھی سکھادیں۔

فائدہ: ثابت ہوگیا کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کی زبانوں کی باتیں سکھائیں اس لئے کہ آپ جملہ مخلوق کے رسول ہیں چنانچہ حدیث شریف میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:اُرْسِلْتُ اِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً میں تمام مخلوق کا رسول ہوں۔(صحیح المسلم ج ۱ ص ۱۹۹ کتاب المساجد ، مشکوٰۃ المصابیح ج ۱ ص ۵۱۲ باب فضائل سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

فائدہ: ثابت ہوا کہ حضور آقا دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم ساری دنیا کے رسول اور بشیر ونذیر ہیں پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کسی خاص قوم کے رسول بنا کر بھیجے جاتے تھے لیکن سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کسی قوم کی قید نہیں بلکہ جملہ عالم کے رسول ہیں جو ذات کہ ساری کائنات کے رسول اور بشیر اور نذیر ہوں تو تسلیم کرنا پڑے گا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

کو ہر قوم کی زبانوں کا علم ہے ورنہ یہی ثابت ہوگا کہ رسالت مآب کی رسالت کل عالمین ہونے کو تسلیم نہیں کرتے جبکہ حضرت آدم علیہ السلام کو تمام زبانوں کا علم ہے تو جو سید المرسلین ہیں ان کو تمام زبانوں کا علم نہیں (حالانکہ آدم علیہ السلام کو وہ جملہ لغات حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے طفیل نصیب ہوئیں) (تفصیل تفسیر اویسی میں دیکھئے)

☆...... نہ صرف ہر بولی جانتے ہیں بلکہ جسے چاہیں جس ملک کی بولی عطا فرمادیں چنانچہ حدیث شریف میں ہے: فَاَصْبَحَ کُلُّ رَجُلٍ مِّنْھُمْ یَتَکَلَّمُ بِلِسَانِ الْقَوْمِ الَّذِیْ بُعِثَ فِیْھِمْ (الخصائص الکبریٰ لجزء الثانی وحجۃ اللہ علی العالمین)

ترجمہ: ان صحابیوں نے صبح کی تو ہر صحابی جس قوم کی طرف قاصد بنا کر بھیجا گیا تھا اسی قوم کی زبان میں کلام کرنے لگا۔

اصل واقعہ: ابن ابی شیبہ اپنی مصنف میں جعفر بن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چار صحابیوں کو قیصر، کسریٰ، مقوقس اور نجاشی کی طرف قاصد بنا کر بھیجا، ان صحابیوں نے صبح کی تو جس صحابی کو جس قوم کی طرف قاصد بنا کر بھیجا گیا رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نظر پاک سے اُن صحابہ کو وہ زبانیں آگئیں حالانکہ وہ صحابہ عربی زبان کے علاوہ اور کسی زبان کو نہیں جانتے تھے۔

فائدہ: ثابت ہوا کہ مالک کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ فیض سے امتیوں کو بغیر سیکھنے کے دوسری زبانیں آجاتیں اور خود انہیں عربی کے علاوہ اور کوئی زبان نہ آئے سبحان اللہ یہ امتی ہیں کہ خود جاہل ہیں تو اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو بے خبر بلکہ اردو کا خود کو اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا استاذ بناتے ہیں۔

☆...... آج بھی پہلے سے بڑھ کر دررسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی حاضری ہر ملک اور ہر

علاقہ کے مسلمانوں کونصیب ہو رہی ہے اور بوقت حاضری ہر عاشق اپنی بولی میں بارگاہ رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں اپنے معروضات پیش کر رہا ہے ہمیں معلوم نہیں یہ کون ہے کیا کہہ رہا ہے آج بھی جالی مبارک کے سامنے کھڑے ہو کر یہ نظارہ دیکھا جا سکتا ہے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر امتی کا نام بھی جانتے ہیں اور کام بھی اور اس کی نہ صرف زبان (بولی) بلکہ اس کا ایمان بھی جانتے ہیں اگر کسی احمق کا عقیدہ نہیں تو پھر وہ ہزاروں روپے خرچ کر کے اتنا دور کیوں جاتا ہے اور جن کا عقیدہ نہیں ہے وہ (نجدی، وہابی) سرے سے حاضری ہی نہیں دیتے اگر حاضر ہوتے بھی ہیں تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے عرض کرتے ہی نہیں یہ دولت صرف اور صرف اہل سنت کے عقیدہ والوں کونصیب ہے۔

دل کی گہرائیوں کو جانتے ہیں: بلکہ ہمارے اسلاف علیھم الرحمہ کا عقیدہ ہے کہ بوقت حاضری یہ تصور ہو کہ آقا حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میرے دل کی گہرائیوں کو بھی نہ صرف جان رہے ہیں بلکہ دیکھ بھی رہے ہیں۔ چنانچہ علامہ قسطلانی آداب زیارت میں تحریر فرماتے ہیں: وَیَنْبَغِی اَنْ یَّقِفَ عِنْدَ مُحَاذِہٖ اَرْبَعَۃَ اَذْرُعٍ وَیُلَازِمُ الْاَدَبَ وَالْخُشُوْعَ وَالتَّوَاضُعَ غَاضَ الْبَصَرَ فِیْ مَقَامِ الْھَیْبَۃِ کَمَاکَانَ یُفْعَلُ فِیْ حَالِ حَیَاتِہٖ اِذْلَا فَرْقَ بَیْنَ مَوْتِہٖ وَحَیَاتِہٖ وَمَعْرِفَۃِ اَحْوَالِھِمْ وَنِیَّاتِھِمْ وَعَزَائِمِھِمْ وَخَوَاطِرِھِمْ وَ ذَالِکَ عِنْدَہٗ جَلِیٌّ لَاخِفَاءَ بِہٖ فَاِنْ قُلْتَ ھٰذِہِ الصِّفَاتُ مُخْتَصَّۃٌ بِاللّٰہِ تَعَالٰی فَالْجَوَابُ اَنَّ مَنِ انْتَقَلَ اِلٰی عَالَمِ الْبَرْزَخِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ یَعْلَمُ اَحْوَالَ الْاَحْیَاءِ غَالِبًا وَقَدْ وَقَعَ کَثِیْرٌ مِّنْ ذَالِکَ کَمَاھُوَ مَسْطُوْرٌ فِیْ مِظَنَّۃِ ذَالِکَ مِنَ الْکِتَابِ وَقَدْ رَوٰی اِبْنُ الْمُبَارَکِ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ قَالَ لَیْسَ مِنْ یَّوْمٍ اِلَّا وَتُعْرَضُ عَلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَعْمَالُ اُمَّتِہٖ غُدْوَۃً وَّعَشِیَّۃً فَیَعْرِفُھُمْ بِسِیْمَاھُمْ وَاَعْمَالَھُمْ فَلِذَالِکَ یَشْھَدُ عَلَیْھِمْ۔ (مواھب لدنیه)

چاہیے کہ زیارت کرنے والا قبر شریف سے چار ہاتھ پر سامنے کھڑا ہو اور ادب وخشوع وتواضع کو لازم پکڑے اور مقام ہیبت میں آنکھیں بند کرلے کہ جیسا کہ حضور کی حیات شریفہ میں کیا جاتا تھا! اپنی امت کے مشاہدے اور ان کے احوال ونیات وعزائم وخواطر کی معرفت میں حضور کی موت وحیات یکساں ہے اور یہ آپ کے نزدیک ظاہر ہے اس میں کوئی پوشیدگی نہیں اگر اعتراض کیا جائے کہ یہ صفات تو اللہ تعالیٰ سے مختص ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ (کامل) مومنوں میں سے جو شخص عالم برزخ میں چلا جاتا ہے وہ زندوں کے حالات غالباً جانتا ہے ایسا بہت وقوع میں آیا ہے جیسا کہ اس کے متعلق کتابوں میں مذکور ہے حضرت عبداللہ نے بروایت سعید بن میسب نقل کیا ہے کہ کوئی دن ایسا نہیں کہ صبح وشام حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر امت کے اعمال کو پیش نہ کیا جاتا ہو اور حضور ان کو ان سے چہروں سے پہچانتے ہیں۔ اسی واسطے آپ ان پر گواہی دیں گے۔ زبان سے کہنے کی حاجت نہیں

حضرت ابن الحاج "المدخل" میں لکھتے ہیں کہ: فَاِذَا زَارَهٗ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فَاِنْ قَدَرَ اَنْ لَّا یَجْلِسَ فَهُوَ بِهٖ اَوْلٰی فَاِنْ عَجَزَ فَلَهٗ اَنْ یَّجْلِسَ بِالْاَدَبِ وَالْاِحْتِرَامِ وَالتَّعْظِیْمِ وَقَدْ لَا یَحْتَاجُ الزَّائِرُ فِیْ طَلَبِ حَوَائِجِهٖ وَمَغْفِرَةِ ذُنُوْبِهٖ اَنْ یَّذْكُرَهَا بِلِسَانِهٖ بَلْ یُحْضِرُ ذَالِكَ فِیْ قَلْبِهٖ وَهُوَ حَاضِرٌ بَیْنَ یَدَیْهِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لِاَنَّهٗ علیہ الصلوٰۃ والسلام اَعْلَمُ بِحَوَائِجِهٖ وَمَصَالِحِهٖ وَاَرْحَمُ بِهٖ مِنْهُ لِنَفْسِهٖ وَاَشْفَقُ عَلَیْهِ مِنْ اَقَارِبِهٖ وَقَدْ قَالَ علیہ الصلوٰۃ والسلام (اِنَّمَا مَثَلِیْ وَمَثَلُكُمْ كَمَثَلِ الْفِرَاشِ تَقَعُوْنَ فِی النَّارِ وَاَنَا اٰخُذُ بِحُجَزِكُمْ عَنْهَا اوكما قال) وَهُوَ فِیْ حَقِّهٖ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فِیْ كُلِّ وَقْتٍ وَّاَوَانٍ اَعْنِیْ فِی التَّوَسُّلِ بِهٖ وِطَلَبِ الْحَوَائِجِ بِجَاهِهٖ عِنْدَ رَبِّهٖ عَزَّوَجَلَّ وَمَنْ لَّمْ یَقْدِرْ زِیَارَتَهٗ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بِجِسْمِهٖ فَلْیَنْوِهَا كُلَّ وَقْتٍ لِیَحْضُرَ قَلْبُهٗ اَنَّهٗ حَاضِرٌ بَیْنَ یَدَیْهِ مُتَشَفِّعًا اِلٰی مَنْ مَّنَّ بِهٖ عَلَیْهِ.

(مدخل لابن الحاج ،زیارت سید الاولین والآخرین (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)

ترجمہ: جس وقت زائر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت کرے اگر وہ طاقت رکھتا ہو کہ نہ بیٹھے تو اس کے لئے نہ بیٹھنا اولیٰ ہے اگر کھڑا رہنے سے عاجز ہو تو اسے ادب واحترام وتعظیم سے بیٹھنا جائز ہے زائر کے لئے اپنی حاجتیں اور گناہوں کی معافی طلب کرنے میں یہ ضروری نہیں کہ ان کو اپنی زبان سے ذکر کرے بلکہ ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں دل میں حاضر کرلے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو زائر کی حاجات وضروریات کا علم خود زائر سے زیادہ ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس پر خود اس کی نسبت زیادہ رحم والے اور اس کے اقارب سے زیادہ شفقت والے ہیں چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا "میرا حال اور تمہارا حال پروانوں کے حال کی طرح ہے کہ تم آگ میں گرتے ہو اور میں تم کو کمر سے پکڑ کر آگ سے بچانے والا ہوں" اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں ہر وقت اور ہر لحظہ میں ہے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے توسل کرنے میں اور آپ کے جاہ کے وسیلہ سے حاجتیں مانگنے میں اور جس شخص کے لئے بذات خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت مقدر نہ ہو اسے چاہیے کہ ہر وقت اپنے دل میں زیارت کی نیت کرے اور یہ سمجھے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے حاضر ہوں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بارگاہِ الٰہی میں شفیع لا رہا ہوں جس نے آپ کو بھیج کر مجھ پر بڑا احسان فرمایا ہے۔

ہر جگہ ہر آن

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں: النظر فی اعمال امته والا ستغفار لهم من السيئات والدعا بكشف البلاء عنهم والتردد فی اقطار الارض لحلول البركة فيها وحضور الجنازة من مات من صالحي امته فان هذه الامور من جملة اشغاله فی البرزخ

کما وردت بذلک الاحادیث والآثار (انباء الاذکیاء)

ترجمہ یعنی اپنی امت کے اعمال دیکھنا اوران کے گناہوں کی بخشش طلب کرنا اوران سے بلا دور کرنے کی دعا کرنا اقطارِ زمین میں حلول برکت کے لئے تشریف لے جانا اوراپنی امت کے صالحین میں سے کسی کے جنازے میں حاضر ہونا کیونکہ یہ امور برزخ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اشغال میں سے ہیں جیسا کہ احادیث وآثار میں وارد ہے۔

انتباہ: جن کے علوم کا یہ حال ہے کہ احوال زبان پر لانے کی ضرورت بھی نہیں جو ارادہ وخیالِ دل پر منقوش ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں بھی جانتے ہیں خواہ حاضری دینے والا جس ملک اور جس علاقے کا ہے تو پھران کے لئے بدگمانی کی جارہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف عربی بولی جانتے ہیں اور بس۔

نوٹ: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے چند نمونے از شفاء شریف سے تلخیص کے طور پر ملاحظہ ہوں۔

درخت بولتے ہیں

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بالاسناد روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ایک سفر میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ ایک اعرابی آپ کے قریب آیا آپ نے فرمایا اے اعرابی! کہاں کا قصد ہے؟ کہا کہ گھر جارہا ہوں فرمایا کیا تو نیکی کی طرف آتا ہے؟ اس نے کہا وہ کیا ہے؟ فرمایا گواھی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ لاشریک ہے اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بندے اوراس کے رسول ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم) اس نے کہا کوئی آپ کی شہادت دیتا ہے تو آپ نے فرمایا یہ ببول کا درخت جو وادی کے کنارے کھڑا ہے تب وہ زمین چیرتا ہوا آیا اور آپ کے سامنے کھڑا ہوگیا اوراس سے آپ نے تین مرتبہ شہادت دلوائی تو اس نے ویسے

ہی کہا جیسا آپ نے فرمایا پھر وہ اپنی جگہ واپس چلا گیا۔ (زرقانی ج ۵ ص ۱۳۱)

☆......حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک اعرابی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی نشانی مانگی آپ نے فرمایا وہ سامنے درخت سے کہو کہ تجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلاتے ہیں راوی کہتے ہیں کہ وہ درخت اپنے دائیں اور بائیں اور آگے اور پیچھے ہلا اور اس کی جڑیں ٹوٹیں پھر زمین چیرتا شاخوں کو گھسیٹتا تیز حاضر آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کیا السلام علیک یا رسول اللہ، اعرابی نے کہا اس کو حکم دیجئے کہ اپنی جگہ چلا جائے پس وہ واپس ہوا اور اس کی جڑیں زمین میں داخل ہو گئیں اور سیدھا کھڑا ہو گیا اعرابی نے کہا مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپ کو سجدہ کروں فرمایا اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ وہ کسی دوسرے کو سجدہ کرے تو البتہ میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ اعرابی نے کہا مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپ کے دست مبارک اور پائے اقدس کو بوسہ دوں تو آپ نے اس کو اجازت دیدی۔ (زرقانی ج ۵ ص ۱۳۱، حجۃ اللہ علی العالمین ج ۱ ص ۷۰۸

☆......حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی صحیح طویل حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے تو کوئی ایسی جگہ نہ دیکھی کہ جہاں پردہ ہوتا وادی کے کنارے دو درخت نظر آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان دونوں میں سے ایک کے پاس گئے اور اس کی ایک ٹہنی پکڑ کر فرمایا فرمانبردار ہو جا مجھ پر اللہ تعالیٰ کے حکم سے، تو وہ آپ کے ساتھ چلا اس طرح پر جیسے کوئی اونٹ کو نکیل ڈال کر لے جاتا ہے اور بیان ہے کہ آپ نے دوسرے درخت کے ساتھ بھی ایسا ہی کیا جب یہ دونوں نصف راہ طے کر کے درمیان میں پہنچے تو آپ نے فرمایا اللہ کے حکم سے مجھ پر دونوں مل جاؤ پس وہ دونوں مل گئے۔ (مشکوۃ المصابیح ج ۱ ص ۵۳۳، زرقانی ج ۵ ص ۱۳۲، حجۃ اللہ علی العالمین ص ۷۱۲)

اور دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا اے جابر اس درخت سے کہو کہ تجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اپنے ساتھی درخت سے مل جائے تاکہ میں تمہارے پیچھے بیٹھوں تو میں نے ایسا کیا اور چلا یہاں تک کہ وہ اپنے ساتھی سے جا ملا تو آپ (قضائے حاجت) کے لئے ان دونوں کے پیچھے بیٹھے اور میں جلدی سے نکل آیا اور بیٹھ کر دل میں سوچنے لگا اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سامنے سے تشریف لا رہے تھے اور وہ دونوں درخت جدا ہو کر ہر ایک اپنی جگہ سیدھا کھڑا تھا تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تھوڑا سا توقف فرمایا اور اپنے سر سے داہنے اور بائیں جانب اشارہ فرمایا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ج ا ص ۱۰۷)

☆..... اسامہ بن زید فرماتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غزوہ میں فرمایا کہ تم ایسی جگہ پاتے ہو جہاں اللہ کا رسول قضائے حاجت کرے میں نے عرض کیا یہ وہ وادی ہے جہاں لوگوں کی گزرگاہ ہے فرمایا کیا کوئی درخت یا پتھر دیکھا ہے عرض کیا ہاں آمنے سامنے چند درخت دیکھے ہیں فرمایا جاؤ اور ان درختوں سے کہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم کو حکم دیتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قضائے حاجت کے لئے آئیں اور یہی بات کنکریوں سے کہو، تو میں نے ان سے جا کر یہی کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا بلاشبہ میں نے دیکھا کہ درخت ایک دوسرے کے قریب ہو کر مجتمع ہو گئے اور کنکریاں بھی دوڑ کر ایک دوسرے پر پیوستہ ہو گئیں پس جب آپ نے قضائے حاجت فرمائی تو مجھ سے فرمایا ان سے کہو چلے جائیں پس قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے بلاشبہ میں نے دیکھا کہ وہ درخت اور کنکریاں جدا ہو کر اپنی اپنی جگہ چلی گئیں یعلی بن سبابہ فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں، میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اس کے بعد انہوں نے ان دونوں حدیثوں کے مثل بیان کیا اور کہا کہ آپ نے دو چھوٹے کھجوروں کے درختوں کو حکم دیا کہ وہ مل گئے اور ایک

روایت میں دو بڑی کھجوروں کے درخت آیا ہے۔ غیلان بن سلمہ ثقفی کے روایت اس کے مثل ہے اور اس میں دو درختوں کا ذکر ہے۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ج ا ص ۷۰۹)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے غزوہ حنین میں نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم سے اسی کے مثل بیان کیا۔ یعلی بن مرہ بن سبابہ نے بہت سے معجزات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دیکھ کر بیان کیا ہے کہ بڑا درخت یا کیکر کا درخت آیا اور آپ کے گرد چکر لگایا پھر اپنی جگہ لوٹ گیا اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا اس نے اپنے رب سے اجازت مانگی تھی کہ وہ مجھ پر سلام عرض کرے۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ج ا ص ۷۰۹)

☆......عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ ایک درخت نے خبر دی کہ ایک رات جن نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم سے اجازت مانگی کہ وہ آپ سے قرآن کریم سنے، مجاہد نے حضرت انس ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس حدیث میں ذکر کیا کہ جنات نے کہا آپ کی کون شہادت دیتا ہے؟ فرمایا کہ درخت، اے درخت چلا آ تو وہ درخت بڑی آواز کے ساتھ جڑوں کے ساتھ چلا آیا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ج ا ص ۷۰۹)

فائدہ: قاضی ابوالفضل عیاض علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ ابن عمر، بریدہ جابر ابن مسعود، یعلی بن مرہ، اسامہ بن زید، انس ابن مالک، علی ابن ابی طالب اور ابن عباس وغیرہ رضی اللہ عنھم کا اس باب میں نفس حدیث اور معنی حدیث میں اتفاق ہے اور ان سے کئی گنا تابعین اور تبع تابعین نے روایتیں کیں ہیں تو یہ حدیثیں جیسی بھی تھی شہرت کے اعتبار سے قوی ہوگئیں۔ ☆......ابن فورک نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم غزوہ طائف میں غمگینی کی حالت میں چلے آپ کے سامنے بیری کا درخت آگیا تو اس کے دو ٹکڑے ہوگئے یہاں تک کہ آپ ان کے درمیان سے گزر گئے وہ درخت دونوں پر اس وقت تک موجود ہے وہ جگہ معروف اور معظم ہے۔

☆......حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ جبریل علیہ السلام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غمگین دیکھ کر عرض کیا، کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ میں آپ کو کوئی معجزہ دکھاؤں فرمایا ہاں، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وادی کے ایک درخت پر نظر ڈالی، جبریل نے عرض کیا اس درخت کو بلائیں تب وہ چل کر آیا یہاں تک کہ آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا پھر کہا اس کو حکم دیجئے کہ لوٹ جائے چنانچہ وہ اپنی جگہ چلا گیا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ج ا ص ۷۰۷)
حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اسی طرح مروی ہے مگر انہوں نے اس میں جبریل علیہ السلام کا ذکر نہیں کیا آپ نے کہا اے خدا مجھے کوئی ایسی نشانی دکھا جس کی وجہ سے مجھے تکذیب والوں کی پرواہ نہ رہے اس کے بعد درخت بلانے اور لوٹانے کا ذکر فرمایا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ج ا ص ۷۰۸)

ازالہ وہم: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غمگین ہونا تکذیب کرنے والوں کی وجہ سے تھا جیسے آپ کی عادت کریمہ تھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے لئے کبھی غمگین نہیں ہوئے نہ آپ کی غمگینی اپنے لئے تھی۔

رکانہ پہلوان

ابن اسحاق علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رکانہ پہلوان کو بھی ایسی نشانی دکھائی تھی کہ ایک درخت کو بلایا وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوا پھر اسے لوٹنے کا حکم دیا تو وہ اپنی جگہ لوٹ گیا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ج ا ص ۷۱۰)

نوٹ: رکانہ پہلوان کے واقعہ کی تفصیل فقیر کے رسالہ "الجسمانیۃ لتعلیم الامۃ" میں دیکھئے۔

درخت حاضر ہوا

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارگاہ ایزدی میں عرض کی کہ مجھے وہ نشانی دکھائی جائے جس سے تکذیب کرنے والے میرے متعلق تصدیق کا سوچ لیں اللہ نے فرمایا کہ فلاں وادی میں ایک

درخت ہے اس کی ٹہنی پکڑ کر اسے ہلاؤ آپ نے ایسے ہی کیا تو وہ درخت زمین چیرتا ہوا دست بستہ کھڑا ہو گیا جتنی دیر آپ نے چاہا کھڑا رہا اجازت ملنے پر واپس چلا گیا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ج ا ص ۷۰۸)

درخت دوڑا

حضرت ابن انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی سے فرمایا کیا تو دیکھتا ہے کہ اگر میں اس کھجور کی ٹہنی کو بلاؤں تو اس کی گواہی دے گا کہ میں اللہ کا رسول ہوں اس نے کہا ہاں تو آپ نے اس کو بلایا تو وہ درخت دوڑتا ہوا آیا پھر فرمایا لوٹ جا تو وہ اپنی جگہ واپس چلا گیا۔ ترمذی نے اس کی تخریج کی اور کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ج ا ص ۷۰۹)

اسی کو حضرت امام بوصیری علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا ۔

جاء ت الدعوة الاشجار ساجدة　　تمشی الیه علی ساق بلا قدم

جمادات بولتے ہیں

☆ ...... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کھانا تناول فرماتے تو ہم کھانے کی تسبیح سنتے۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ج ا ص ۷۱۴)

☆ ...... حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مٹھی بھر کنکریاں اپنے دست اقدس میں لیں تو انہوں نے آپ کے دست اقدس میں تسبیح پڑھنا شروع کر دی اور ہم نے خود اپنے کانوں سے ان کا تسبیح پڑھنا سنا پھر آپ نے وہ کنکریاں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دے دیں تو تسبیح کر رہی تھیں پھر ہمارے ہاتھ میں دیدیں تو انہوں نے تسبیح بند کر دی۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ج ا ص ۷۱۳)

☆ ...... حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ اسی کی مثل روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ کنکریوں

نے حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے ہاتھ میں تسبیح جاری رکھی۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ج۱ص۷۱۳)

☆...... حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ مکہ مکرمہ میں تھے تو آپ مکہ کے کسی گوشہ میں تشریف لے گئے تو کوئی درخت و پہاڑ ایسا نہ تھا جس نے آپ کو السلام علیک یا رسول اللہ نہ کہا ہو۔ (مشکوۃ المصابیح ج۱ص۵۴۰، جامع ترمذی ج۲ص۲۰۳ باب ماجاء فی آیات نبوۃ النبی، حجۃ اللہ علی العالمین ج۱ص۷۰۶)

☆...... حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ مکہ میں اس پتھر کو جانتا ہوں جو مجھ پر سلام پیش کرتا ہے ایک روایت میں ہے کہ وہ حجر اسود ہے۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ج۱ص۷۰۶)

☆...... ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا جب میرے پاس جبریل علیہ السلام پیغام رسالت لائے تو کوئی پتھر اور درخت ایسا نہ تھا جو السلام علیک یا رسول اللہ نہ کہتا ہو۔

☆...... حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ جس پتھر اور درخت پر سے گزر فرماتے تو وہ آپ کو سجدہ کرتا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ج۱ص۷۰۶)

☆...... حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان پر اور ان کے بیٹوں پر اپنی چادر ڈالی اور ان کے لئے دوزخ سے پناہ کی دعا مانگی جیسا کہ اس وقت چادر میں پناہ دی تو گھر کے ہر در و بام سے آمین، آمین کی آواز آئی۔

☆...... حضرت جعفر بن محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بیمار ہوئے تو جبریل علیہ السلام ایک طباق جس میں انار و انگور تھے لائے تو آپ نے اس

سے کھایا تو اس نے تسبیح کی۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ج اص ۱۴۷)

☆......حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور حضرت ابوبکر و عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم جبل احد پر جب چڑھے تو اس نے حرکت کی تب آپ نے فرمایا اے اُحد ٹھہر جا کیا نہیں دیکھتا تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں اور اسی کے مثل حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کوہ حرا کے واقعہ میں مروی ہے اور اتنا انہوں نے زیادہ کیا کہ آپ کے ساتھ حضرت علی، طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ فرمایا خبردار تجھ پر ایک نبی ہے یا صدیق یا شہید۔ (صحیح البخاری ج اص ۵۲۱، مشکوٰۃ المصابیح ج اص ۵۶۳، جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۱۱، کنز العمال ج ۱۱ص ۲۸۵، حدیث نمبر ۳۲۶۶۶، ۳۲۶۶۷)

☆......حدیث صراء میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ آپ کے ساتھ دس صحابہ کرام تھے اور میں بھی ان میں تھا اور انہوں نے عبدالرحمٰن اور سعد کا اضافہ کیا اور کہا کہ میں دو صحابیوں کو بھول گیا اور سعید بن زید کی حدیث میں بھی اسی کے مثل مروی ہے اور انہوں نے اس کو بیان کیا اور اپنا اضافہ کیا۔

☆......ایک روایت یہ بھی ہے کہ جب قریش نے آپ کو تلاش کیا تو آپ سے کوہ شبیر نے کہا یا رسول اللہ مجھ پر سے اتر جایئے میں ڈرتا ہوں کہ کہیں آپ کو میری پشت پر یہ لوگ قتل نہ کر دیں پھر اللہ تعالیٰ مجھے عذاب دے اس وقت کوہ حرا نے کہا یا رسول اللہ میری طرف تشریف لایئے۔

☆......حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ پر تلاوت فرمائی وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِہٖٓ الآیۃ الانعام: ۶

ترجمہ: اور یہود نے اللہ کی قدر نہ جانی جیسی چاہیے تھی (کنز الایمان)

پھر آپ نے فرمایا جبار اپنی بزرگی بیان فرماتا ہے کہ میں جبار ہوں میں بہت بڑی شان والا ہوں تو ممبر

کانپنے لگا حتی کہ ہمیں گمان ہوا کہ آپ اس سے گر نہ جائیں۔

☆......حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ خانہ کعبہ کے گرداگرد تین سو ساٹھ بت نصب تھے جن کے پاؤں پتھروں میں رانگ سے جما دیئے گئے تھے پس جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فتح مکہ کے سال مسجد حرام میں داخل ہوئے تو آپ نے اپنے ہاتھ کی لکڑی سے اشارہ کیا دریں حال کہ ان کو چھوتے نہ تھے اور فرماتے جاتے تھے: جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ الآیۃ: بنی اسرائیل ۱۷/۸۱

ترجمہ: کہ حق آیا اور باطل مٹ گیا۔ (کنزالایمان)

تو آپ جس بت کے چہرے کی طرف اشارہ فرماتے وہ پیٹھ کے بل گر پڑتا اور جس کی پیٹھ کی طرف اشارہ کرتے وہ منہ کے بل گر پڑتا یہاں تک کہ ایک بت بھی باقی نہ رہا اور اسی کے مثل حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے انہوں نے کہا کہ آپ نیزہ ان کو مارتے اور فرماتے جاتے حق آگیا اب باطل نہ ظاہر ہوگا اور نہ لوٹے گا۔

راہب کی گواہی

بچپن میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے چچا کے ساتھ بغرض تجارت تشریف لے گئے تھے تو ایک راہب تھا جو کسی کے لئے نہیں نکلتا تھا اب وہ نکلا اور ان کے درمیان آگیا حتی کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دست مبارک پکڑ کر کہا آپ سید العالمین ہیں اللہ تعالیٰ آپ کو رحمۃٌ للعالمین بنا کر مبعوث فرمائے گا اس وقت قریش کے صنادید نے کہا تم کو کیسے معلوم ہوا؟ اس نے کہا کہ کوئی درخت و پتھر ایسا نہیں جو آپ کو سجدہ کرتا نہ گرا ہو حالانکہ وہ نبی کے سوا کسی کو سجدہ کرتے ہی نہیں اور سارا قصہ بیان کیا پھر کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے دریں حال بادل آپ پر سایہ کر رہا تھا پھر جب آپ قوم کے نزدیک ہوئے تو انہوں نے پایا کہ وہ درخت کے سایہ کی طرف بڑھ رہے ہیں پھر جب آپ نے جلوس فرمایا تو وہ بادل کا

سایہ آپ پر جھک گیا۔(صلی اللہ علیہ وسلم)(جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۰۲ باب ماجاء فی بدء النبوۃ ﷺ، سیرۃ النبویۃ لابن ھشام ص ۱۸۰، الروض الانف ص ۱۱۸، شرح الزرقانی ج ۱ ص ۱۹۳، المستدرک للحاکم ج ۲ ص ۶۱۰، زاد المعاد ج ۱ ص ۱۷، دلائل النبوۃ للبیھقی ج ۲ ص ۲۶، دلائل النبوۃ ابو نعیم ج ۱ ص ۱۳۱، الاصابہ فی تمیز الصحابہ ج ۱ ص ۸۳، مرقاۃ المفاتیح ج۵ ۴۷۲)

حیوانات بولتے ہیں

بکری کا حال : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بالاسناد روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ ہمارے پاس ایک بکری تھی جس وقت ہمارے یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہوتے تو وہ سکون کے ساتھ اپنی جگہ ٹھہری رہتی نہ وہ آتی نہ وہ جاتی اور جب آپ باہر تشریف لے جاتے تو وہ آتی اور جاتی ۔(یعنی پریشان کرتی)

فائدہ: یہ بکری کا حال بولتا تھا۔

گوہ بولی :۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کی مجلس میں تشریف فرما تھے کہ اچانک ایک اعرابی گوہ کا شکار لے کر آیا اس نے پوچھا آپ کون ہیں؟ صحابہ نے کہا آپ اللہ کے نبی ہیں تو اس نے کہا قسم ہے لات وعزیٰ کی (یہ دونوں عرب کے بڑے بتوں کے نام ہیں) میں آپ پر ایمان نہیں لاؤں گا مگر یہ گوہ ایمان لائے اور اس گوہ کو آپ کے سامنے پھینک دیا تب اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے گوہ تو اس نے کھلی زبان میں آپ کو جواب دیا اور تمام لوگوں نے اس کو سنا۔لبیک وسعدیک یا زین من وافی القیمة یعنی میں حاضر ہوں، موجود ہوں اے زینت ان لوگوں کی جو قیامت کی طرف آنے والے ہیں۔آپ نے فرمایا تو کس کو پوجتی ہے؟ گوہ نے جواب دیا اس ذات کو جس کا عرش آسمان ہے جس کی سلطنت

زمین میں ہے جس کا راستہ سمندر میں ہے جس کی رحمت جنت میں ہے اور دوزخ میں اس کا عتاب ہے آپ نے فرمایا میں کون ہوں؟ اس نے کہا آپ رب العالمین کے رسول اور خاتم النبین ہیں بلاشبہ وہ بھلائی پر ہے جس نے آپ کی تصدیق کی اور وہ نقصان میں ہے جس نے آپ کی تکذیب کی پھر اعرابی مسلمان ہو گیا۔ (دلائل النبوۃ للبیھقی ج ۶ ص ۳۷، دلائل النبوۃ لابی نعیم ج ۲ ص ۳۷۸، تاریخ دمشق کبیر ج ۴ ص ۲۶۰، البدایۃ والنہایۃ ج ۴ ص ۵۴۴، المعجم الصغیر للطبرانی ص ۹۴۸، ریاض المعجم الاوسط حدیث ۵۹۹۶، مجمع الزوائد حدیث ۱۴۰۸۶، الوفاج ا ص ۳۴۱، الخصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۰۷، سبل الھدی والرشاد ج ۹ ص ۵۲۰، زرقانی ج ۵ ص ۱۴۹)

بھیڑیا بول پڑا:۔ ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک چرواہا اپنی بکریاں چرا رہا تھا تو ایک بکری کے سامنے بھیڑیا آ گیا تو اس نے اس سے بکری چھین لی پھر بھیڑیا الگ ہو کر ایک طرف بیٹھ گیا اور چرواھے سے کہا کیا تو اللہ سے نہیں ڈرتا کہ تو میرے اور میرے رزق کے درمیان میں حائل ہو گیا چرواہے نے کہا تعجب ہے کہ بھیڑیا انسانوں کی بولی میں کلام کرتا ہے۔ اس وقت بھیڑیے نے کہا کیا میں تجھ کو اس سے زیادہ تعجب خیز بات نہ بتاؤں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونوں ٹیلوں کے درمیان لوگوں کو گزری ہوئی غیبی خبریں بتا رہے ہیں تب وہ چرواہا حضور علیہ السلام کے پاس آیا اور اس کی خبر دی اس پر آپ نے فرمایا کھڑے ہو کر لوگوں کو یہ بات بتا دے پھر فرمایا اس نے سچ کہا۔

تبصرہ اویسی غفرلہٗ: بھیڑیا بھی حضور علیہ السلام کے علم غیب کا قائل ہے جو اس عقیدہ کو شرک کہتے ہیں وہ کون ہوئے؟

فائدہ: بعض سندوں میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ بھیڑیئے نے کہا تو بہت عجیب ہے کہ تو اپنی بکریوں پر کھڑا ہے اور ایسے نبی کو چھوڑے ہوئے ہے جس کو اللہ نے آپ سے بڑھ

کر مرتبہ میں کبھی کسی نبی کو نہ بھیجا بیشک ان کے لئے جنت کے دروازے کھول دیے ہیں اور جنت کے رہنے والے ان کے اصحاب کو لڑتا دیکھ رہے ہیں اور تیرے اور ان کے درمیان صرف یہ گھاٹی حائل ہے اب تو بھی اللہ کے لشکروں میں سے ہو جا۔ چرواہے نے کہا میری بکریوں کا کون محافظ ہے؟ بھیڑیئے نے کہا میں ان کو چراتا ہوں یہاں تک کہ تو واپس آئے تو اس نے بکریاں اس کے سپرد کیں اور چلا گیا اور اس کا قصہ بیان کیا اور اس کا اسلام لانا اور حضور کا پانا کہ آپ جہاد کر رہے تھے اس وقت اس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا تو اپنی بکریاں گن لے ان کو پورا پائے گا تو اس نے ایسا ہی پایا اور بھیڑیئے کے لئے ان میں سے ایک بکری ذبح کر دی اُہبان بن اوس سے مروی ہے وہی اس قصہ کے صاحب تھے وہ اس کو بیان کرتے اور بھیڑیئے کی باتیں ذکر کرتے تھے وہ اس کو بیان کرتے اور بھیڑیئے کی باتیں ذکر کرتے تھے اور ان کا سبب ابی سعید رضی اللہ عنہ کے مثل حدیث بنی ہے۔ اسی طرح ابن وہب نے روایت کیا ہے کہ ابی سفیان بن حرب اور صفوان بن امیہ کا قصہ بھیڑیئے کے ساتھ ہوا ہے ان دونوں نے اس کو پایا کہ ایک ہرن کو پکڑنے کا ارادہ کیا وہ ہرن حرم میں داخل ہو گیا تو بھیڑیا لوٹ گیا دونوں نے اس سے تعجب کیا بھیڑیئے نے کہا اس سے زیادہ تعجب کی یہ بات ہے کہ محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مدینہ میں تم کو جنت کی طرف بلاتے ہیں اور تم ان لوگوں کو دوزخ کی طرف بلاتے ہو ابوسفیان نے کہا قسم ہے لات وعزیٰ کی اگر تو نے اس کا مکہ میں تذکرہ کیا ہوتا تو ضرور اہل مکہ خالی گھر کر دیتے (اور مدینہ چلے جاتے) اسی طرح ایک خبر مروی ہے کہ ابوجہل اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ ہوا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ج ۱ص ۴۳۲)

بُت بولا:۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے بت ضمار کے کلام کرنے سے تعجب کیا کہ اس بت نے اشعار میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ذکر کیا تھا تو اس وقت ایک پرندا اترا اور کہا اے عباس! ضمار کے کلام کرنے سے تعجب کر رہے ہو اور اپنے نفس پر تعجب نہیں

کرتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو اسلام کی دعوت دیں اور تم بیٹھے رہو یہی واقعہ آپ کے اسلام لانے کا سبب بنا۔

شیر بولتا ہے :۔ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آزاد کردہ غلام تھے اور سرور کون ومکان صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے پاس یمن بھیجا تھا شیر نے پہچان لیا کہ یہ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غلام ہے اور اس کے پاس اس سرکار کا صحیفہ عالیہ ہے اس نے نرم سی آواز میں اپنی وفاداری کا اظہار کیا اور سفینہ رضی اللہ عنہ کو صحیح راستے پر لگا دیا اور انہوں نے بیان فرمایا کہ واپسی پر بھی انہیں ایسا ہی واقعہ پیش آیا۔ (مشکوۃ المصابیح ج اص ۵۴۵، حجۃ اللہ علی العالمین ج اص ۷۳۸)

فائدہ : ان کی دوسری روایت میں ہے کہ وہ ایک کشتی میں سوار تھے کہ وہ ٹوٹ گئی اور انہیں لے کر ایک جزیرے سے جا لگی اچانک سامنے سے ایک شیر آ گیا انہوں نے کہا اے شیر میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غلام ہوں شیر نے اظہار وفاداری کے لئے اپنے کندھے ہلائے اور مجھے راستہ بتا دیا۔ (مشکوۃ المصابیح ج اص ۵۳۵)

نسلوں تک نشانی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبیلہ عبد القیس کی ایک بکری کا کان اپنی دو انگلیوں سے پکڑا تو کان پر انگلیوں کے نشان پڑ گئے اور یہ نشان اس بکری کی نسل میں باقی رہے۔ (شفاء شریف)

فائدہ : یہ دائمی بولنا ہے لیکن اشاروں کی زبان کے بولنے سے بلیغ تر ہے۔

گدھا بولا :۔ ابراہیم بن حماد علیہ الرحمہ نے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے گدھے نے بھی کلام کیا تھا جو آپ کو غزوہ خیبر کے دنوں میں ملا تھا آپ نے اس سے نام دریافت فرمایا تھا اس نے اپنا نام یزید بن شہاب بتایا سرور کون ومکان صلی

اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام یعفور رکھ دیا جب آپ کسی صحابی کو بلانا چاہتے تو اس گدھے کو بھیج دیتے وہ جا کر صحابی کا دروازہ کھٹکھٹاتا اور انہیں بلا کر لے آتا تھا جب رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا وصال ہوا تو وہ اس صدمے کو برداشت نہ کر سکا اور ایک کنوئیں میں گر کر اپنی جان جانِ آفرین کے سپرد کر دی۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ج ۱ ص ۷۳۲)

تبصرہ اویسی غفر لہٗ: یہ گدھا ان انسانوں سے بازی لے گیا ۔

جو بے عشق محمد پڑھتے ہیں بخاری آتا ہے بخار ان کو نہیں آتی بخاری

اونٹنی بول پڑی:۔ ایک اونٹنی نے اپنے مالک کے بارے میں بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں گواہی دی تھی کہ واقعی اس کا مالک وہی ہے اور اس نے چرایا نہیں ہے۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ج ۱ ص ۷۳۰، شفاء شریف)

کبوتروں کا سایہ کرنا:۔ ابن ذہب علیہ الرحمہ نے بیان کیا کہ جس روز مکہ مکرمہ فتح ہوا تو کبوتروں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر سایہ کیا تھا اور آپ نے انہیں برکت کی دعا دی تھی۔ **مکڑی کی کاروائی:۔** حضرت انس، حضرت زید بن ارقم اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ جب ہجرت کے دوران آپ غار میں جلوہ افروز ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ایک درخت کو حکم دیا جو چل کر غار کے منہ پر کھڑا ہوا اور اس نے آپ کو چھپا لیا اور کبوتروں کے ایک جوڑے کو حکم دیا تو وہ غار کے منہ پر آ کر بیٹھ گئے دوسری روایت میں ہے کہ غار کے منہ پر مکڑی نے جالا تن دیا تھا اور جب تلاش کرنے والے پہنچے صورت حال دیکھی تو یہ کہتے ہوئے لوٹ گئے کہ اگر اس غار کے اندر کوئی گیا ہوتا تو دروازے پر کبوتر نہ ہوتے حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ان کی باتیں سن رہے تھے۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ج ۱ ص ۳۰۶)

اونٹوں کا عشق:۔ عبداللہ بن قرط رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عید کے روز ذبح کرنے کے

لئے پانچ سات اونٹ بارگاہ رسالت میں پیش کیے گئے ان میں سے ہر اونٹ ذبح ہونے کے لئے ایک دوسرے کے آگے بڑھ رہا تھا۔

فائدہ : یہ ان کا بولنا قالی نہیں حالی ہے جو قالی سے ابلغ ہے اونٹوں کا یہ عشق ان مولویوں کے منہ پر طمانچہ ہے جو عشق کو شرک بتاتے ہیں۔

ہرنی بولتی ہے:۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک روز جنگل میں تشریف فرماتے کہ ایک ہرنی نے آپ کو مدد کے لئے پکارا آپ نے دریافت فرمایا ،تو کیا چاہتی ہے؟ اس نے عرض کی کہ مجھے اس اعرابی نے شکار کرلیا ہے حالانکہ اس پہاڑ میں میرے دو بچے ہیں اگر آپ مجھے تھوڑی دیر کے لئے چھوڑ دیں تو میں انہیں دودھ پلا کر واپس لوٹ آوں گی آپ نے فرمایا کیا تو ضرور ایسا ہی کرے گی؟ ہرنی نے اثبات میں جواب دیا آپ نے ہرنی کو چھوڑ دیا اور وہ چلی گئی تھوڑی دیر کے بعد وہ واپس لوٹ آئی اور آپ نے اسے حسب سابق باندھ دیا اتنے میں وہ اعرابی بیدا ہو گیا اور عرض گزار ہوا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا آپ کسی حاجت کے تحت یہاں جلوہ افروز ہیں جواب دیا ہاں اس ہرنی کو چھوڑ دے اعرابی نے ہرنی چھوڑ دی وہ میدا ن میں دوڑتی جا رہی تھی اور بلند آواز سے کہہ رہی تھی: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰه. یعنی میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں یہ گواہی دیتی ہوں کہ آپ ضرور اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم) (حجۃ اللہ علی العالمین ج ا ص ۷۳۳)

غیبی بکری خدمت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں

ایک بکری کا واقعہ ہے کہ وہ بارگاہ رسالت میں ایسے وقت پیش ہوئی جب صحابہ کرام شدت پیاس سے مضطرب تھے اور ایسی جگہ ٹھہرے ہوئے تھے جہاں پانی نہ تھا اور لشکر اسلام کی تعداد تین سو تھی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بکری کا دودھ نکالا اور اپنے تمام ساتھیوں کو خوب پلایا اس کے بعد آپ نے حضرت رافع رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اسے باندھ لو لیکن مجھے امید نہیں کہ تم اسے رکھ سکو گے تھوڑی دیر کے بعد دیکھا تو وہ بکری جا چکی تھی اس کو ابن قانع علیہ الرحمہ وغیرہ نے روایت کیا ہے اور ان کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "جو اسے لے کر آیا تھا وہی اسے لے گیا ہے"

گھوڑے کی قابلِ رشک اطاعت

روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی سفر میں اپنے گھوڑے سے فرمایا کہ جب تک ہم نماز سے فارغ نہ ہو جائیں تم حرکت نہ کرنا چنانچہ آپ جب تک نماز ادا کرتے رہے گھوڑا بے حس و حرکت کھڑا رہا اور کان تک نہ ہلایا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ج ا ص ۳۱۷، شفاء شریف قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

بولی گر رسول صلی اللہ علیہ وسلم

واقدی نے بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے قاصدوں کو بادشاہوں کی جانب روانہ کیا تو ان میں سے ہر ایک اس زبان میں کلام کرنے لگا جس زبان والوں کی جانب اسے بھیجا جا رہا تھا۔

فائدہ : قاضی عیاض علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایسی حدیثیں اگرچہ بیشمار ہیں لیکن قَدْ جِئْنَا مِنْهُ بِالْمَشْهُوْرِ وَمَا وَقَعَ فِيْ كُتُبِ الْاَئِمَّةِ (شفاء شریف صفحہ ۲۱۷) یعنی ہم نے ان میں سے وہی حدیثیں پیش کی ہیں جو مشہور ہیں اور ائمہ دین کی کتابوں میں درج ہیں۔

تبصرہ اویسی غفر لہٗ : دیوبندیوں کے قطب مولوی رشید احمد گنگوہی نے تو لکھ دیا کہ حضور علیہ السلام کو اردو دیوبندی مولوی کے پاس آنے جانے سے آ گئی۔ (براہین قاطعہ ص ۳۵)

(معاذاللہ) لیکن احادیث مبارکہ اس کے خلاف بولتی ہے وہ یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نہ صرف ہر بولی جانتے ہیں بلکہ نگاہ کرم سے جسے جو بولی چاہیں سکھادیں تفصیل ابتداء میں گزری ہے۔

بکری سجدہ ریز ہوئی

اصول کا قاعدہ ہے کہ "الکنایة ابلغ من الصراحة" بنابریں حیوان کی سجدہ ریزی بولنے سے بلیغ تر ہوا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرور کون ومکاں صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری کے باغ میں رونق افروز ہوئے اور آپ کے ہمراہ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور ایک انصاری رضی اللہ عنہم بھی تھے باغ میں ایک بکری بھی تھی جس نے سرور کون ومکاں صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو دیکھتے ہی آپ کے لئے سجدہ کیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے کہ بکری کی نسبت سجدہ کرنے کے ہم زیادہ مستحق ہیں الخ. (حجۃ اللہ علی العالمین ج۱ ص۴۳۲)

اونٹ سجدہ کرتا ہے :- اسی طرح حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فخر دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ایک باغ میں داخل ہوئے سامنے ایک اونٹ نظر آیا اس نے دیکھتے ہی آپ کو سجدہ کیا آگے روایت حسب سابق بیان فرمائی اسی طرح اونٹ کے سجدہ کرنے کے بارے میں حضرت ثعلبہ بن مالک، حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت یعلیٰ بن مرۃ اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہے

ان میں سے ہر ایک نے بیان کیا ہے کہ ایک باغ کے اندر ایسا اونٹ تھا کہ جو اس باغ میں داخل ہوتا اونٹ اس پر حملہ آور ہو جاتا تھا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اس باغ میں داخل ہوئے تو آپ نے اس کو چمکارا اس نے اپنا منہ آپ کے سامنے زمین پر رکھ دیا اور آپ کے حضور چپ

چاپ بیٹھ گیا سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس کی ناک میں نکیل ڈال دی اور زبانِ حق ترجمان سے ارشاد فرمایا:

مَابَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ شَیْءٌ اِلَّا یَعْلَمُ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَّاعَاصِیَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ

(مشکوٰۃ المصابیح ج ۲ ص ۵۴۵، المعجزات، زرقانی ج ۵ ص ۱۴۱)

زمین وآسمان کے درمیان کوئی چیز ایسی نہیں جو یہ نہ جانتی ہو کہ میں

اللہ کا رسول ہوں سوائے نافرمان جنوں اور انسانوں کے

اونٹ بولتا ہے:۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک اونٹ سے اس کا حال پوچھا تو اونٹ نے عرض کی اس کا مالک اسے ذبح کرنا چاہتا ہے۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ج ا ص ۷۳۰)

فائدہ: روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک اونٹ کے مالک سے کہا کہ یہ زیادہ کام لینے اور کم خوراک دینے کی شکایت کرتا ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ اونٹ تمہاری یہ شکایت کرتا ہے کہ تم اس کے بچپن سے اب تک اس سے خوب کام لیتے رہے ہو اور اب اسے ذبح کرنا چاہتے ہو اور مالکوں نے اس بات کا اعتراف کیا کہ واقعی انہوں نے یہی ارادہ کیا تھا۔

اونٹنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی

عضبا عرامی ناقہ کے بارے میں مروی ہے کہ وہ آپ سے کلام کیا کرتی تھی اور جب وہ جنگل میں چرنے کے لئے جاتی تو چارہ اس کی جانب خود دوڑ کر آتا تھا جنگل کے درندے اس سے دور دور رہتے تھے اور ایک دوسرے کو خبردار کرتے تھے کہ یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سواری ہے مروی ہے کہ جب سرورِ کون ومکاں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے وصال فرمایا تو اس اونٹنی نے آپ کے فراق میں کھانا پینا مطلقاً ترک کر دیا تھا اور اسی حالت میں اپنی جان کو جانِ آفرین کے سپرد کر دیا تھا اس کا ذکر امام ابو حام اسفر علیہ الرحمہ نے کیا ہے (شفاء شریف)

تبصرہ اویسی غفرلہ: ☆......اونٹنی باتیں کرتی یہی ہمارا موضوع ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے سنتے وہ کیا کہتی ہوگی واللہ اعلم وہ جانے یا اونٹنی کا مالک کریم صلی اللہ علیہ وسلم. ☆......چارہ خود دوڑ کر اونٹنی کے پاس حاضر ہوتا کتنا بڑا کمال ہے ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بے جان چیزیں نہ صرف آپ کی پہچان رکھتی ہیں بلکہ وہ آپ کے گھر کی ہر شے کو پہچانتی بھی ہیں اور اپنی جان ان پر قربان کرتی ہیں۔

☆......جنگلی جانور بھی نہ صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادب کرتے ہیں بلکہ آپ کی ہر منسوب شے کا بھی ادب کرتے ہیں لیکن افسوس کہ ہمارے شہروں اور دیہاتوں کے انسان نما جانور سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادب نہیں کرتے بلکہ دوسروں کو بھی روکتے ہیں اور اسے شرک سمجھتے ہیں۔

☆......اونٹنی کا عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی قابل رشک ہے۔

نومولود بچے بولتے ہیں

☆......وکیع نے فہد بن عطیہ سے مرفوعاً روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک بچہ لایا گیا جو جوان ہو گیا تھا اور قطعاً کلام نہیں کرتا تھا آپ نے فرمایا میں کون ہوں؟ اس نے کہا آپ اللہ کے رسول ہیں۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ج ۱ ص ۴۰۷)

☆......معرض بن معقیب سے مروی ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک عجیب بات دیکھی کہ ایک بچہ جس دن پیدا ہوا آپ کے پاس لایا گیا پہلی حدیث کے موافق بیان کیا یہ حدیث مبارکہ یمامہ کی ہے اور یہ حدیث اس کے راوی شاصونہ کے نام سے مشہور ہیں اس میں ہے کہ اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے سچ کہا اللہ تعالیٰ تجھ کو برکت دے پھر اس کے بعد اس بچہ نے جوان ہونے تک کوئی بات نہ کی اور اس بچہ کا نام مبارک یمامہ رکھ دیا

گیا۔ یہ واقعہ حجۃ الوداع کے موقعہ پر مکہ مکرمہ کا ہے۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ج ا ص ۴۰۷)

ھنا ہوا گوشت بولتا ہے:۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بالاسناد روایت کرتے ہیں کہ ایک یہودی عورت نے خیبر
یں ایک بھنی ہوئی بکری حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں خاص طور پر ہدیۃً بھیجی تو
آپ نے اور آپ کے صحابہ نے اس میں سے کھایا دوران طعام آپ نے فرمایا اپنے اپنے ہاتھ کھینچ لو
س نے خبر دی ہے کہ یہ زہریلی ہے اور اس زہر کے اثر سے بشر ابن براء فوت ہو گئے آپ نے یہودیہ
سے پوچھا تجھ کو اس پر کس نے برانگیختہ کیا اس نے کہا اگر آپ نبی ہیں تو میرے اس زہر آلودہ بکری
سے کوئی نقصان نہ پہنچے گا اور اگر آپ بادشاہ ہیں تو میں آپ سے لوگوں کو نجات دلاؤں گی حضرت
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ نے حکم دیا چنانچہ وہ (بشر ابن براء کے قصاص میں)
قتل کر دی گئی۔ اس حدیث کو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بھی روایت کیا ہے اس میں ہے کہ اس
یہودیہ نے کہا میں نے آپ کے شہید کرنے کا ارادہ کیا تھا اس پر آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ہرگز ایسا ہی
نہیں کہ تجھ کو اس پر قدرت دے صحابہ نے عرض کیا ہم اس کو قتل کر دیں فرمایا نہیں اور ایسا ہی حضرت
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہب کے سوا دوسری روایت میں مروی ہے کہ آپ نے فرمایا اس کے
رپے نہ ہوا اور یہ جابر بن عبداللہ سے بھی مروی ہے اس میں ہے کہ مجھ کو اس بکری کی کلائی نے خبر دی
ہے اور فرمایا اس کو سزا نہ دو اور حسن کی روایت میں ہے کہ اس کی ران نے کہا کہ وہ مسموم ہے اور ابو سلمہ
بن عبدالرحمٰن کی روایت میں ہے کہ اس بکری نے کہا میں زہر آلود ہوں اسی طرح ابن اسحٰق کی حدیث
میں ہے کہ اس میں مذکور ہے کہ اس کو چھوڑ دیا گیا۔

جوبہ منکرین کمالات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اسی حدیث سے ثابت کرتے ہیں کہ
آپ کو علم نہ تھا کہ گوشت میں زہر ہے افسوس ہے ان کے علم پر کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ

وآلہٖ وسلم کی لاعلمی پر نگاہ تو پڑ گئی لیکن اس کمال سے آنکھ چرالی کہ گوشت کی بوٹی آپ سے عرض کررہی ہے کہ میں زہر آلود ہوں اور لاعلمی ثابت کرنا بھی اپنی لاعلمی پر مہر ثبت کرنا ہے کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اسے خاموشی سے منہ میں ڈالنا تقدیر ربانی کی وجہ سے تھا جیسا کہ خود فرمایا کہ خیبر کے لقمے کا ہمیشہ مجھے دورہ پڑ جاتا رہا لیکن اب اس نے میری رگ جان کو قطع کرکے رکھ دیا ہے اسی ابن اسحٰق علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ مسلمانوں کا یقین ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے شہادت پائی ہے۔ (شفاء شریف)

مزید جوابات فقیر کی کتاب "غایۃ المامول فی علم الرسول" میں پڑھیے۔

مردے بول پڑے

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مردے زندہ کرنا ایک حقیقت ہے بلکہ آپ کے غلام یعنی اولیاء کرام سے کئی واقعات منقول ہیں یہاں صرف ایک واقعہ حاضر ہے۔

☆......امام حسن بصری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوکر عرض گزار ہوا کہ حضور! زمانہ جاہلیت میں اپنی ایک لڑکی کو میں نے فلاں جنگل کے اندر زندہ درگور کردیا تھا آپ اس شخص کے ساتھ جنگل میں تشریف لے گئے نام لے کر آپ نے اس لڑکی کو آواز دی اور فرمایا کہ اے لڑکی تو رسولِ خدا کے بلانے کو قبول کر، وہ لڑکی لبیک وسعدیک کہتی ہوئی گڑھے سے نکل کر بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوگئی آپ نے فرمایا بیٹی! تیرے والدین مسلمان ہوگئے ہیں اگر تو چاہے تو میں تجھے ان کے پاس زندہ لوٹادوں؟ لڑکی عرض گزار ہوئی حضور! مجھے اس چیز کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ میں نے اللہ تعالیٰ کو ان سے بہتر پایا ہے۔ (شفاء شریف)(حجۃ اللہ علی العالمین ج ا ص ۶۷۵)

☆......حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انصار میں سے ایک نوجوان کا انتقال ہوگیا

اس کی والدہ عمر رسیدہ اور آنکھوں سے نابینا تھی ہم نے اس نوجوان پر کپڑا ڈال دیا اور اس کی والدہ کو تسلی دینے لگے تو محترمہ نے دریافت فرمایا کہ واقعی کیا میرا بیٹا فوت ہو گیا ہے؟ جب ہم نے اثبات میں جواب دیا تو اس نے دست دعا دراز کر دیئے اور بارگاہِ خداوندی میں عرض گزار ہوئی اے اللہ اگر میں تیری طرف اور تیرے رسول کی جانب اس لئے رجوع ہوتی تھی کہ مصیبت کے وقت تو میری مدد کرے گا تو ناتوان پر یہ مصیبت نہ ڈال راوی فرماتے ہیں کہ ابھی وہاں سے ہلنے بھی نہیں پائے تھے کہ اس نوجوان نے کپڑا اٹھا دیا اور ایک مدت تک ہمارے ساتھ حیاتِ نو کے باقی ایام گزارتا رہا۔ (شفاء شریف) (حجۃ اللہ علی العالمین ج ا ص ۶۷۶)

فائدہ: اس دوسرے مردہ کے زندہ ہونے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کمال کی بہت بڑی دلیل ہے کہ پہلے مردہ کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم براہ راست خود زندہ فرمایا یہاں آپ کی دہائی دی گئی تو مردہ زندہ ہو گیا اور نہ صرف چند ایام بلکہ ایک بہت بڑی مدت تک رہا۔

دیگر انبیاء کرام علیہم السلام

الحمد للہ! ہم اہل سنت تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو باکمال مانتے ہیں

لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ الآیۃ البقرۃ ۲/۲۸۵

ترجمہ: یہ کہتے ہوئے کہ ہم اسکے کسی رسول پر ایمان لانے میں فرق نہیں کرتے (کنز الایمان)

ہم کلمہ اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا پڑھتے ہیں لیکن ان کے صدقے دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کے کمالات کا بھی اعتراف کرتے ہیں۔ اس موضوع کے لئے تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے کمالات کا بیان تو نہیں ہو سکتا چند نمونے کے طور پر عرض کرتا ہوں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام

آپ کلیم خدا ہیں آپ میں بھی جانوروں اور جمادات سے کلام کرنا کوئی بڑی بات نہ تھی لیکن ہم

ان کے اپنے کمالات کے بجائے آپ کے دور کے ولی اللہ کی گائے کی کہانی تفصیل سے عرض کرتے ہیں۔

گائے کی کہانی:

ایک گائے کا قصہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مفصل بیان فرمایا ہے واقعہ یوں ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک بوڑھا دولت مند تھا اسے اس کے چچازاد بھائیوں نے میراث کی طمع میں قتل کر کے شہر کے دروازے کے سامنے یا کسی دوسری بستی کے قریب میدان میں چھوڑ آئے اور پھر خود ہی آ کر واویلا کرتے ہوئے اس کی دیت کے مطالبے کے درپے ہوئے بلکہ چند لوگوں پر اس کے قتل کا الزام لگا دیا موسیٰ علیہ السلام نے ان سے پوچھا وہ منکر ہو گئے موسیٰ علیہ السلام پر یہ بات شاق گزری اور یہ واقعہ قسامۃ کے حکم کے نزول سے پہلے کا تھا انہوں نے موسیٰ علیہ السلام سے دعا کی التجا کی تا کہ بات ظاہر ہو کہ کس نے قتل کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ایک گائے ذبح کر کے اس کے بعض حصہ کو مقتول کے جسم پر لگاؤ زندہ ہو کر خود بتائے گا کہ اس کا قاتل کون ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا قَالُوْا گویا سوال کیا گیا کہ پھر انہوں نے اس حکم پر کیا کہا، کیا فرمانبرداری کی یا رک گئے؟ تو جواب میں کہا: قَالُوْٓا اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا کیا تو ہمیں ٹھٹھا کی جگہ خیال کر کے ہمارے ساتھ استہزاء کرتا ہے ہم قاتل کے بارے میں پوچھتے ہیں تم گائے کے ذبح کا حکم دیتے ہو ان کے مابین مناسبت بھی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کا وہ جواب جو آپ نے قوم کو فرمایا یوں ارشاد فرمایا ہے: قَالَ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ پناہ کا طالب ہوں کہ میں جاہلین میں سے ہو جاؤں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی تبلیغ میں استہزاء کرنا جہل اور بیوقوفی ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام اور آپ کی قوم کی مفصل گفتگو بیان فرمائی ہے۔

لطیفہ: ہمارے دور کے معتزلہ انبیاء و اولیاء علی نبینا و علیھم السلام کے طویل اوصاف پڑھنے

اور سننے سے گھبراتے ہیں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے ایک ولی کی گائے کے مفصل صفات بیان فرمادیئے نامعلوم قرآن مجید کے اس مضمون کو پڑھ کران بدنصیبوں پر کیا گزرتی ہوگی۔

نکتہ: ہمارے دور کے معتزلہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپ کے وارثین اولیاء کرام کے لئے مردہ زندہ کرنے کو ماننے سے ہچکچاتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے ولی کی مردہ گائے کے ذریعہ سے مردہ زندہ فرمادیا۔

موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کی گفتگو

جب بنی اسرائیل نے دیکھا کہ موسیٰ علیہ السلام لازماً ہم سے گائے ذبح کرائیں گے تو ٹال مٹول شروع کردی کہ کہیں وہ گائے ذبح کرنے سے بچ جائیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ان سے یہ کام کرانا تھا اسی لئے وہ ہو کر رہا اب سنیے قوم کے سوالات اور موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کے جوابات۔ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَنَا مَا هِيَ ۚ قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ لَا فَارِضٌ وَلَا بِكْرٌ عَوَانٌ بَيْنَ ذَٰلِكَ ۖ فَافْعَلُوا مَا تُؤْمَرُونَ ۝ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَنَا مَا لَوْنُهَا ۚ قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَاءُ فَاقِعٌ لَوْنُهَا تَسُرُّ النَّاظِرِينَ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَنَا مَا هِيَ إِنَّ الْبَقَرَ تَشَابَهَ عَلَيْنَا وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ لَمُهْتَدُونَ ۝ قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ لَا ذَلُولٌ تُثِيرُ الْأَرْضَ وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ مُسَلَّمَةٌ لَا شِيَةَ فِيهَا ۚ قَالُوا الْآنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ ۚ فَذَبَحُوهَا وَمَا كَادُوا يَفْعَلُونَ ۝ **البقرة: ۲/ آیت ۶۸ تا ۷۱**

ترجمہ: بولے اپنے رب سے دعا کیجئے کہ وہ ہمیں بتادے گائے کیسی؟ کیا وہ (اللہ تعالیٰ) فرماتا ہے کہ وہ ایک گائے ہے نہ بوڑھی نہ ادسر بلکہ ان دونوں کے بیچ میں۔ تو کرو جس کا تمہیں حکم ہوتا ہے۔ بولے اپنے رب سے دعا کیجئے ہمیں بتادے اس کا رنگ کیا ہے؟ کیا وہ (اللہ تعالیٰ) فرماتا ہے

وہ ایک پیلی گائے ہے جس کی رنگت ڈہڈہاتی دیکھنے والوں کو خوشی دیتی ہے۔ بولے اپنے رب سے دعا کیجیے کہ ہمارے لئے صاف بیان کردے وہ گائے کیسی ہے بیشک گائیوں میں ہم کو شبہ پڑ گیا اور اللہ تعالیٰ چاہے تو ہم راہ پا جائیں گے کیا وہ (اللہ تعالیٰ) فرماتا ہے کہ وہ ایک گائے ہے جس سے خدمت نہیں لی جاتی کہ زمین جوتے اور نہ کھیتی کو پانی دے بے عیب ہے جس میں کوئی داغ نہیں، بولے اب آپ ٹھیک بات لائے تو اسے ذبح کیا اور (ذبح) کرتے معلوم نہ ہوتے تھے۔ (کنزالایمان)

(عرض کرنے لگے آپ اپنے رب سے دعا فرمائیں وہ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَنَا مَا هِيَ ہمیں بتائے وہ گائے کیسی ہے) ای ما حالھا یعنی اس کا حال کیسا ہے یعنی اس کی حالت دریافت کرنی منظور ہے. كان حقه ان يقول اى بقرة او كيف هى لان السوال بما يكون عن الجنس غالبا لكنهم بنا راو ظهور القتل بذبح اى فرد من جنس البقره مستبعد اوزعموا انها بائنة عن سائر البقرات بونا بعيدا حتى يكون كانه جنس اخراجروهمجرى ما لايعرفون حقيقة

۔ ا تفسیر مظہری صفحہ ۸۱ جلد ا

بظاہر یہ مناسب معلوم ہوتا ہے لفظ ای بقرۃ؟ (وہ کونسی گائے ہے) کیف ھی ؟ (وہ کیسی ہے) استعمال فرماتے لیکن ان الفاظ کے ترک کرنے اور مَا هِيَ کے اختیار کرنے کی یہی وجہ ہے کہ بنی اسرائیل اسے بہت عجیب سمجھتے تھے کہ کہیں ایسا بھی ہوا ہے کہ گائے ذبح کر کے قاتل کا پتہ لگ جائے وہ اپنے دل میں یہ سمجھے ہوئے تھے کہ کوئی عجیب قسم کی گائے ہوگی اس لئے یہ قرار دے کر کہ انہیں اس کی حقیقت معلوم نہیں لفظ مَا هِيَ استعمال کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ ایک گائے ہے يَقُوْلُ اِنَّهَا میں ضمیر "ھا" اس گائے کی طرف راجع ہے جس کا حکم ہوا تھا۔ اگر کوئی شبہ کرے کہ اس گائے کی طرف ضمیر راجع ہونے سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ پہلے

سے انہیں ایک خاص گائے ذبح کرنے کا حکم ہوا تھا۔ سو ضمیر ''ھا'' سے اتنا سمجھا جاتا ہے کہ ایک گائے ذبح کرواور وہ مطلق ہے۔ تعین کہاں سمجھی گئی۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لو ان بنی اسرائیل اخذوا ادنیٰ بقرة فذبحوها اجزات عنهم ولکنهم شددوا ولو لا انهم قالو ا (انا ان شاء اللّٰه لمهتدون) ما وجدوها.

درمنثور جلد اصفحہ ۱۸۹، تفسیر مواہب الرحمٰن جلد اصفحہ ۲۳۷، ابن جریر جلدا، صفحہ ۳۸۰ (طبع جدید) مظہری جلد اصفحہ ۸۳، ابن کثیر جلد اصفحہ ۹۹

''اگر بنی اسرائیل کمتر گائے لیکر ذبح کر لیتے جس کا بنی اسرائیل کو حکم دیا گیا تھا تو اس حکم کی ادائیگی سے فارغ ہو جاتے لیکن انہوں نے شدت اختیار (بحث کی) کی تو اللہ تعالیٰ نے ان پر حکم سخت فرمادیا۔ واللہ اگر یہ لوگ انشائاللہ نہ کہتے تو قیامت تک ان کے لئے مسئلہ نہ کھلتا۔'' لَا فَارِضٌ (نہ بوڑھی) **مسنة لا تلد یقال فرضت البقرة فروضها من الفرض بمعنیٰ القطع کانها انقطعت سنها.** مظہری جلدا، ۸۲، مواہب الرحمٰن جلدا، ۲۳۷

یعنی نہ ایسی بوڑھی ہو کہ بچہ دینے کے قابل نہ رہی ہو۔ جب گائے بچہ جننے کے قابل نہیں رہتی تو عرب فرضت البقرة فروضها (گائے بوڑھی ہوگئی) بولتے ہیں اور یہ لفظ فرض بمعنی قطع سے مشتق ہے۔ بوڑھی کو فارض کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس کی عمر کے برس قطع ہو گئے۔ وَلَا بِكْرٌ (نہ ہی بچی) صغیرة لم تلد قط۔ مظہری صفحہ ۸۲، مواہب الرحمٰن جلدا، ۲۳۷ یعنی نہ ایسی چھوٹی ہو کہ بچہ دینے کے قابل بھی نہ ہو۔ عَوَانٌ بَيْنَ ذٰلِكَ (ان دونوں کے بیچ درمیانی عمر والی) فَافْعَلُوا مَا تُؤْمَرُونَ (تو اب کرو جو تمہیں حکم دیا گیا ہے) لیکن پھر بھی ان لوگوں نے حکم کی تعمیل نہیں کی بلکہ پھر کہا۔ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا لَوْنُهَا (انہوں نے کہا اپنے رب سے دعا کریں کہ ہمیں اچھی

طرح بتادے سمجھا دے اس کا رنگ کیا ہے) پہلے اس کی عمر پوچھی اب اس کا رنگ دریافت کیا تو
قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَآءُ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا تَسُرُّ النّٰظِرِيْنَ حضرت موسیٰ علیہ السلام
نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ زرد رنگ کی گائے ہے اور اس کا رنگ خوب گہرا ہے دیکھنے والوں کی آنکھوں کو
خوش کرتی ہے انہیں سرور آتا ہے۔ یعنی دیکھنے والوں کو بھلا معلوم ہوتا ہے۔ حضرت وہب ابن منبہ
رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں اس کی کھال کی طرف نظر کرنے سے ایسا معلوم ہوتا تھا
کہ گویا آفتاب کی شعاع نکلتی ہے۔ مواہب الرحمٰن جلد ۱، صفحہ ۱۲۳، ابن کثیر جلد ۱، صفحہ ۱۰۰

جب سن اور رنگ کا بیان ہوگیا تو اس قوم نے پھر بھی سوال ترک نہ کیا۔
قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ (اپنے رب سے دعا کریں کہ وہ ہمیں اچھی طرح سمجھا
دے کہ وہ کس قسم کی ہے) یہ پہلے سوال کی تکرار ہے کہ جو مزید انکشاف کی طلب کے لئے کہا ہے۔
اِنَّ الْبَقَرَ تَشٰبَهَ عَلَيْنَا وَاِنَّآ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَمُهْتَدُوْنَ (گائے مشتبہ ہو گئی ہے ہم
پر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ہم راہ پالیں گے)

ای البقرة الموصوفة بماذکر کثیرة فاشبہ علینا مایحصل به مقصودنا۔ (مظہری جلد ا صفحہ ۸۳)
(مطلب یہ کہ جن صفات کی گائے ارشاد ہوئی ہے اس جیسی بکثرت پائی جاتی ہیں اس لئے ہمیں معلوم
نہیں ہوتا کہ کونسی گائے سے ہمارا مقصود حاصل ہوگا)

قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا ذَلُوْلٌ تُثِيْرُ الْاَرْضَ وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ مُسَلَّمَةٌ
لَّا شِيَةَ فِيْهَا قَالُوا الْئٰنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ فَذَبَحُوْهَا (حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا (اللہ
تعالیٰ) فرماتا ہے وہ ایک گائے نہ تو محنت والی نہ زمین میں جوتی گئی اور نہ ہی کھیتی کو پانی دیتی صحیح وسالم
بے داغ (بے دھبہ) وہ کہنے لگے اب آپ نے ٹھیک بات بتائی ہے سو انہوں نے گائے کو ذبح
کیا اور ذبح کرتے لگتے نہ تھے۔

گائے: یہ گائے جس کا بیان قرآن مجید میں مذکورہ ہوا وہ ایک ولی اللہ کی تھی چنانچہ ابن جریر نے بسند صحیح حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے موقوفا روایت کی ہے، اتنی پوچھ گچھ کے بعد انہیں ایک خاص گائے ذبح کرنی پڑی اللہ تعالیٰ کی اس میں ایک عجیب حکمت تھی۔

ولی اللہ کی دعا

بنی اسرائیل کا ایک مرد صالح تھا اس کا ایک چھوٹا سا بچہ تھا اس کے پاس گائے کا ایک بچہ تھا جسے وہ اپنے مرنے سے پہلے جنگل میں لایا اور اللہ تعالیٰ سے مناجات کی۔ اے اللہ تعالیٰ میں اس گائے کے بچے کو اپنے بیٹے کے جوان ہونے تک تیرے پاس امانت رکھتا ہوں پھر اسے چھوڑ کر چلا آیا اور جب اس کا وقت اجل آیا تو مر گیا وہ بچھیا جنگل میں چرا کرتی، جو اسے دیکھتا اس سے دور بھاگ جاتی جب وہ لڑکا جوان ہوا تو بڑا نیک صالح ہوا والدہ کی بہت خدمت کرتا تھا وہ اپنی رات کے تین حصے ایک حصہ میں والدہ کی خدمت کرتا ایک حصہ میں سوتا اور ایک حصہ میں نماز پڑھتا اور صبح کے وقت محنت مزدوری کرتا جنگل میں جاتا لکڑیاں کاٹ کر لاتا اور بازار جا کر فروخت کرتا اور اس کی قیمت کے تین حصے کرتا ایک حصہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتا ایک حصہ اپنی والدہ کی خدمت میں پیش کرتا اور ایک حصہ خود کھاتا پیتا۔

گائے بولتی ہے

ایک دن اس کی والدہ نے کہا بیٹا تیرا باپ ایک گائے میراث میں چھوڑ گیا ہے فلاں جنگل میں اللہ تعالیٰ کے سپرد اور ضمانت میں ہے فلاں جنگل میں جا کر اس کو یہ کہہ کر آواز دے کہ اے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے معبود! وہ گائے عطا فرما دے اس کی علامت یہ ہے کہ جب تو اسے دیکھے گا تو تجھے معلوم ہو جائے گا کہ گویا اس کی کھال سے سورج کی شعاعیں نکل رہی ہیں چونکہ وہ گائے بہت خوبصورت اور زرد رنگ کی تھی اس لئے لوگ اسے سنہری

گائے بھی کہا کرتے تھے وہ نوجوان اپنی والدہ کے فرمانے کے مطابق جنگل میں آیا اس نے والدہ کی بتائی ہوئی نشانی کے مطابق گائے دیکھی جو گھاس چر رہی تھی پھر جیسے اس کی ماں نے اس کو بتایا تھا اسی طرح اس کو پکارا وہ گائے بحکم الٰہی دوڑ کر اس نوجوان کے سامنے آگئی نوجوان نے گائے کو گردن سے پکڑ لیا گائے بولی اے ماں کے فرمانبردار، خدمت گزار مجھ پر سوار ہو جا تجھے آرام ملے گا نوجوان نے گائے سے کہا میری والدہ نے فرمایا تھا کہ گائے کو گردن سے پکڑ کر لانا، سوار نہ ہونا، گائے نے کہا اے نوجوان اگر تو میرے کہنے پر سوار ہو جاتا تو پھر میں ہرگز تیرے قابو میں نہ آتی تیرا ماں کی اطاعت کے سبب اور مرتبہ ہے کہ اگر تو پہاڑ کو حکم دے تو وہ تیرے ساتھ چلنے لگے القصہ والدہ کے حکم کے مطابق وہ گائے لے کر گھر آیا۔

ابن ولی سے فرشتے کی گفتگو

ماں نے کہا بیٹا تو فقیر ہے، دن میں لکڑیاں لانے اور رات کو قیام کرنے میں تجھ پر سخت محنت و مشقت ہے اس لئے مناسب یہ ہے کہ اسے فروخت کردے بچے نے والدہ سے قیمت پوچھی تو اس کی والدہ نے کہا تین دینار کی فروخت کردے (اس وقت گائے کی عام قیمت یہی تھی) ساتھ ہی حکم فرمادیا کہ جب بیچنے لگے تو مجھ سے پوچھ لینا، نوجوان والدہ کے فرمانے کے بعد گائے کو بازار لے گیا ادھر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت دکھلانے کے لئے اور اس کو اپنی والدہ کی خدمت میں جانچنے کے لئے ایک فرشتہ بھیج دیا اس نے قیمت پوچھی جوان نے کہا تین دینار مگر شرط یہ ہے کہ اپنی والدہ سے پوچھ لوں فرشتے نے کہا مجھ سے چھ دینار لے لے اور گائے مجھے دیدے ماں سے پوچھنے کی ضرورت نہیں، اس نے کہا تو مجھے اگر اس کے برابر سونا بھی تول دے تب بھی میں اپنی والدہ کی رضامندی کے بغیر نہیں دوں گا یہ کہہ کر اپنی والدہ کے پاس آیا اور کیفیت بیان کی ماں نے کہا جا چھ ہی دینار میں دیدے مگر خریدار سے میری رضامندی کی شرط کر لینا۔ اس خریدار غیبی نے کہا تو اپنی والدہ سے نہ پوچھ

اور مجھ سے بارہ دینار لے لے، جوان نے انکار کیا اور اپنی والدہ کے پاس آ کر سارا قصہ بیان کیا، ماں نے کہا یہ فرشتہ ہے اور تیرا امتحان لیتا ہے اب اگر اس سے ملنا ہو تو اس سے پوچھنا کہ ہم اس گائے کو فروخت کریں یا نہ کریں۔ جب وہ نوجوان بازار گیا اور اس سے ملاقات ہوئی تو اس سے بیچنے کی بابت دریافت کیا، اس نے کہا اپنی والدہ سے کہنا ابھی اسے فروخت نہ کریں۔ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام تم سے ایک مقتول کے معاملہ میں خریدیں گے تم اسے کھال بھر دینار سے کم فروخت نہ کرنا چنانچہ انہوں نے اسے فروخت نہ کیا۔ ادھر اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر یہ امر مقدر فرما دیا تھا کہ یہ فلاں گائے ذبح کریں اس لئے وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اس کے اوصاف پوچھتے رہے اور اللہ تعالیٰ اس گائے کے اوصاف بیان فرماتا رہا یہاں تک کہ اس کے تمام کمال اور اوصاف بیان کر دیئے گئے۔ یہ سب اس جوان کی نیک نیتی اور اپنی والدہ کی خدمت کا ثمرہ تھا اور اللہ تعالیٰ کا اس پر فضل و کرم تھا۔ اور ولی اللہ کی کرامت۔ اس واقعہ کی مزید تفصیل اور تحقیق فقیر کے رسالہ ''بڑھیا کا بیڑا اور غوث اعظم'' میں پڑھیے۔

دیگر حیوانات

گائے اور بھیڑیا: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

بینمارا ع فی غنمه عداالذئب فاخذ منها شاة فطلبها الراعی فالتفت الیه الذئب فقال من لها یو م السبع؟یوم لیس لها راع غیری ؟ وبینما رجل یسوق بقرة قد حمل علیها فالتفت الیه فکلمته فقالت:انی لم اخلق لهذا لکنی خلقت للحرث فقال الناس سبحان اللّٰہ فقال النبی صلی اللہ علیه وآلہٖ وسلم فانی اومن بذالک وابوبکر وعمر رضی اللّٰہ عنهما۔ (بخاری شریف) (اصبان بن اوس رضی اللہ عنہ، حجۃ اللہ علی العالمین ج ا ص ۷۳۴) ایک چرواہا اپنی

بکریوں میں تھا اتنے میں ایک بھیڑیا اس کی ایک بکری کو لے بھاگا چرواہا اس کے پیچھے لگا بھیڑیئے نے اس کی طرف دیکھا اور کہنے لگا درندوں کے دن (جو قیامت کے قریب آئے گا) بکری کا چرانے والا میرے سوا کون ہوگا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ایک شخص گائے ہانک رہا تھا اس پر بوجھ لادا تھا گائے نے اس کی طرف دیکھا اور کہا میں اس لئے نہیں پیدا ہوئی میں کھیتی میں کام کرنے کے لئے پیدا ہوئی ہوں لوگ یہ حال دیکھ کر کہنے لگے سبحان اللہ! عجیب قدرت ہے گائے بات کرتی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اس پر ایمان لایا اور (حضرت) ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) اور (حضرت) عمر فاروق (رضی اللہ عنہ) بھی ایمان لائے۔

شیر بولا:۔ حضرت علی بن عثمان ہجویری المعروف داتا گنج بخش علیہ الرحمہ اپنی عظیم الشان تصنیف ''کشف المحجوب'' میں ''ایثار کی حقیقت'' کے بارے میں لکھتے ہیں: ''میں نے حضرت احمد حماد سرخسی علیہ الرحمہ سے دریافت کیا کہ آپ کی توبہ کا کیا سبب ہوا؟ تو آپ نے فرمایا: ایک مرتبہ میں اپنے اونٹوں کو لے کر سرخس کے جنگلات میں چلا گیا کچھ مدت وہاں رہا اور میں ہمیشہ اس بات کو پسند کرتا تھا کہ میں خود تو بھوکا رہوں اور اپنا حصہ دوسرے کو دے دیا کروں اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد میرے دل میں تازہ رہتا تھا کہ وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ''اور دوسروں کو اپنے نفسوں پر ترجیح دیتے ہیں اگرچہ خود ان کو حاجت ہو'' اور اس گروہ کے ساتھ میں بڑا اعتقاد رکھتا تھا چنانچہ ایک روز ایک بھوکا شیر جنگل سے آیا اور اس نے میرے اونٹوں میں ایک اونٹ کو مار ڈالا اور پھر بلندی پر چڑھ کر چنگاڑا اور جتنے درندے آس پاس تھے اس کی آواز سن کر اس کے قریب جمع ہوگئے پھر اس نے آکر اونٹ کو پھاڑا خود کچھ نہ کھایا اور بلندی پر چڑھ گیا اور وہ درندے لومڑی، گیدڑ، بھیڑیئے وغیرہ سب اس میں سے کھانے لگے اور شیر وہیں ٹھہرا رہا یہاں تک کہ وہ سب سیر ہو کر لوٹ گئے اب اس نے قصد کیا کہ تھوڑا سا خود بھی کھائے کہ ایک لنگڑی لومڑی دور سے نمودار

ہوئی شیر واپس لوٹا اور بلندی پر چڑھ گیا یہاں تک کہ وہ لومڑی جتنا کھا سکی کھا کر واپس چلی گئی اب شیر نے آ کر تھوڑا سا کھالیا (حضرت احمد حماد سرخسی علیہ الرحمہ) فرماتے ہیں میں دور سے یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا جب شیر واپس لوٹا تو فصیح زبان سے مجھے کہنے لگا اے احمد! لقمہ کا ایثار تو کتے بھی کر لیا کرتے ہیں مردانِ رب ذوالجلال تو اپنی جان اور زندگانی کا ایثار کرتے ہیں جب میں نے یہ دلیل دیکھ لی تو تمام دنیا سے ہاتھ اٹھالیا میری توبہ کی یہ ابتدا تھی۔

ہرن بول پڑا:۔ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری علیہ الرحمہ "کشف المحجوب" میں لکھتے ہیں: حضرت ابراہیم بن ادھم علیہ الرحمہ ایک مرتبہ اپنے لشکر کے ساتھ شکار کے لئے نکلے۔ اپنے لشکر سے جدا ہو کر ایک ہرن کے تعاقب میں دوڑے، اللہ تعالیٰ نے اس ہرن کو آپ کے ساتھ بات کرنے کی توفیق بخشی وہ حضرت ابراہیم بن ادھم علیہ الرحمہ کی طرف دیکھ کر نہایت فصیح زبان میں بولا "الھذا خلقت او بھذا امرت"؟ کیا تم اس کام کے لئے پیدا کئے گئے یا اس کا تمہیں حکم دیا گیا ہے؟ اس بات سے آپ اتنے متاثر ہوئے کہ فوراً اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کی اور سب امور سلطنت ترک کر کے زہد و ورع کا طریقہ اختیار کر لیا۔

بیل غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا

حضرت شیخ محمد بن قائد الاوانی کہتے ہیں کہ جب میں نے حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ نے اپنے مسائل کی بنیاد کس چیز پر قائم کی ہے؟ آپ نے جواب دیا صدق پر تھی کہ مکتب کی تعلیم کے زمانے میں بھی میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ پھر آپ نے ایک واقعہ بیان کیا۔ ایک مرتبہ نو ذوالحجہ کو میں ایک دیہات کی جانب جا نکلا راستے میں ہل میں جوتے جانے والے ایک بیل نے میرا پیچھا کر کے کہا، اے عبدالقادر کہاں جاتا ہے؟ یہ سنتے ہی میں گھبرا کر بھاگ پڑا اور اپنے مکان کی چھت پر چڑھ گیا وہاں سے دیکھا لوگ میدان عرفات میں کھڑے ہیں

چھت سے اتر کر میں نے اپنی والدہ سے عرض کیا مجھے اللہ تعالیٰ کے لئے حصول علم کے واسطے بغداد جانے کی اجازت دیدیں۔ والدہ نے مجھ سے اچانک تبدیلی کا سبب دریافت کیا میں نے پورا واقعہ ان کے گوش گزار کر دیا جس کو سن کر وہ روتی ہوئی کھڑی ہوئیں اور اسی دینار نکال کر فرمایا تمہارے والد نے یہ ورثہ چھوڑا ہے جس میں سے چالیس دینار تمہارے بھائی کے ورثے کے ہیں انہوں نے چالیس دینار میری گدڑی میں سی دیئے اور رخصت کرتے وقت مجھ سے وعدہ لیا کہ میں کسی حال میں بھی جھوٹ نہیں بولوں گا اور فرمایا جاؤ اب روز قیامت ہی تم سے ملاقات ہوگی۔ (قلائد الجواہر)

نوٹ: مزید واقعات کے لئے "باب المعجزات والکرامات" کا مطالعہ کیجئے۔

حضرت سلیمان علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا قصہ:

جی تو چاہتا ہے کہ اس تصنیف میں ہر نبی علیہ السلام کا کمال علمی بیان کروں تاکہ منکرین کمالاتِ انبیاء علیٰ نبینا وعلیہم السلام کی بغاوت یا عداوت کا پردہ چاک ہو اور عوام یقین کر سکیں کہ یہ لوگ انبیاء علیٰ نبینا وعلیہم السلام کے کمالات بیان کرنے میں کتنے کنجوس ہیں چونکہ اس تصنیف کا موضوع جانوروں کی بولی اور ان کی گفتگو سے متعلق ہے اور اس بارہ میں زیادہ حضرت سلیمان علیٰ نبینا وعلیہ السلام مشہور ہیں اسی لئے یہاں صرف ان کا تعارف وتذکرہ عرض کرتا ہوں۔

سلیمان علیہ السلام کا علمی کمال

حضرت داؤد علیہ السلام کے انیس صاحبزادے تھے ہر ایک نے شاہی کی وراثت کا مطالبہ کیا اللہ تعالیٰ نے آسمان سے ایک مکتوب مہر شدہ داؤد علیہ السلام کو بھجوایا اس میں چند مسائل تھے اور لکھا تھا کہ تمہاری اولاد میں سے جو بھی صحیح جواب دے وہی تمہارے ملک کا وارث ہے داؤد علیہ السلام نے تمام صاحبزادوں اور اپنی شاہی کے تمام علماء ومشائخ کو بلایا اور وہ مسائل اپنے صاحبزادوں کے آگے رکھ دیئے وہ سوالات یہ تھے۔

☆۔سب سے نزدیک ترکون سی شے ہے اور سب سے دور ترکونسی شے اور سب سے وحشت ناک تر کونسی شے ہے اور کس شے سے اسے انس زیادہ ہے؟☆۔وہ کون سے دو ہیں جو قائم ہیں اور دیگر دو مختلف اور دیگر دو دشمن ہیں؟☆۔وہ کونسا کام ہے جس کے آخر میں اس کی تعریف کی گئی ہے۔☆۔وہ کونسا کام ہے جس کا انجام مذموم ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام کے تمام صاجزادوں نے معذرت کی حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا اگر اجازت ہوتو ان کا جواب میں عرض کروں داؤد علیہ السلام نے اجازت بخشی تو سلیمان علیہ السلام نے کہا پہلے سوال کا جواب یہ ہے کہ انسان کے قریب تر موت ہے اور سب سے بعید تر اس کا وہ ترکہ جو وہ مرنے کے بعد چھوڑتا ہے اور اس کے لئے زیادہ وحشت والا وہ جسم ہے جو روح سے خالی ہو جائے، جس سے اسے بہت زیادہ انس ہے وہ روح ہے۔دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ وہ جو دو قائم ہیں وہ آسمان اور زمین ہیں اور دو مختلف سے مراد دن اور رات ہے اور ایک دوسرے کے دشمن موت وحیات ہیں۔تیسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ وہ کام جس کا انجام محمود ہے وہ ہے حوصلہ بوقت غصہ چوتھے کا جواب یہ ہے کہ وہ کام جس کا انجام مذموم ہے وہ ہے تیزی جو بوقت غصہ آئے۔جو داؤد علیہ السلام کے ہم نشین اکابرو مشائخ نے کتاب منزل من اللہ کے موافق جواب (از سلیمان علیہ السلام) پایا تو فرمایا کہ ان تمام صاجزادوں پر سلیمان علیہ السلام کو فضیلت ہے فلہذا شاہی ان کے سپرد کی جائے اس کے دوسرے دن حضرت داؤد علیہ السلام کا وصال ہو گیا تو سلیمان علیہ السلام آپ کے جانشین ہوئے۔

سلیمان علیہ السلام کا کمال یا معجزہ

حضرت سلیمان علیہ السلام کا علاوہ دیگر کمالات کے یہ کمال بھی تھا کہ نہ صرف آپ حیوانات ان کی بولی سمجھتے تھے بلکہ ان کی مراد و مقصد بھی معلوم کر لیتے تھے۔

(روح البیان پارہ ۱۹)

فائدہ: یہ سلیمان علیہ السلام کا کمال تو ہمارے دور کے معتزلہ مان لیتے ہیں لیکن اپنے نبی کریم

ﷺ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ایسے عقیدہ کو شرک کے فتویٰ سے داغدار کرتے ہیں ان کے اس غلط عقیدہ کے ردّ کے لئے فقیر کا رسالہ ''فیض الغفور فی علم ما فی الصدور'' پڑھیے۔

قرآن سے ثبوت

سلیمان علیہ السلام کے اس کمال کا ثبوت قرآن مجید میں ہے اور خود حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کا دعویٰ فرمایا اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے یٰاَیُّھَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّیْرِ الآیۃ (النمل پ ۱۹)

ترجمہ: اے لوگو! ہمیں پرندوں کی بولی سکھائی گئی ہے۔ (کنز الایمان)

نکتہ: حضرت سلیمان علیہ السلام کا یہ کمال و معجزہ ان کے دوسروں معجزوں کی طرح دائمی اور ان کے اختیار میں تھا بعطائے الٰہی اور باذنہ تعالیٰ یہی حال ہر نبی علیہ السلام کے معجزے اور ہر ولی اللہ کی کرامت کا ہے لیکن ہمارے دور کے معتزلہ کا عقیدہ ہے کہ نہ کسی نبی علیہ السلام کو کسی قسم کا اختیار ہے اور نہ کسی ولی کو۔ ان کے ردّ میں فقیر کی تصنیف ''التصرفات باذن اللہ وعطائہ'' کی تفصیل فقیر کی تصنیف ''اختیار الکل لمختار الکل'' اور ''تیرے منہ سے نکلی بات ہو کر رہی'' کا مطالعہ کیجئے۔

فائدہ: حضرت سلیمان علیہ السلام کا جانوروں کی بولیوں کا جاننا آئندہ اوراق میں واقعات کے ضمن میں آئے گا (انشاء اللہ)

فائدہ: صاحب ''انسان العیوب'' فرماتے ہیں آیت میں مراد وہ پرندے ہیں جو اپنی بولی صاف لفظوں میں نہیں بتا سکتے نہ بہت سے پرندے ایسے بھی ہیں جو ان کی بولی سے مطلب صاف معلوم ہوتا ہے چنانچہ بعض کوؤں سے سنا جاتا ہے وہ کہتے ہیں (اللہ حق)

عجیب کوا:۔ ایک شیخ کامل فرماتے ہیں کہ میں نے ایک کوے کو سورۃ سجدہ تلاوت کرتے ہوئے سنا۔ آیت سجدہ پر میں نے اس کوے کو سجدہ کرتے بھی دیکھا اور سجدے میں کہتا تھا۔

"سجد لک سوادی و آمن بک فوادی"

ترجمہ: تیرے لئے میرے جسم نے سجدہ کیا اور تجھ پر میرا دل ایمان لایا۔
صاحب روح البیان قدس سرہٗ نے فرمایا کہ کبھی الدرہ بھی صاف گفتگو کرتی ہے چنانچہ شیخ بکری ایک دوست کے گھر گئے فرماتے ہیں کہ مجھے الدرہ نظر نہیں آتا تھا لیکن اس سے صاف لفظوں میں سنا کہ وہ کہہ رہا تھا مرحبا بالشیخ البِکری ،اے شیخ بکری قدس سرہٗ خوش آمدید اور وہ اس کلمہ کو بار بار دہراتا رہا میں اس کی فصاحت پر متعجب ہوا۔

ابوزریق پرندے کا قصہ

ایک شخص بغداد سے باہر کہیں جا رہا تھا اس کے پاس چار سو درہم تھے راستہ میں ابوزریق پرندے بکتے دیکھ کر ان دراہم سے تمام خرید لیے واپس لوٹ کر ان کو پنجروں میں بند کر کے رکھ دیا رات کو ٹھنڈی ہوا سے وہ تمام مر گئے ان میں صرف ایک کمزور بچ رہا میں اپنی اس غلطی پر خوب رو رو کر اللہ کو عرض کرتا تھا "یا غیاث المستغیثین اغثنی" اے فریادیوں کے فریاد رس میری مدد فرما۔ ابو زریق کا چھوٹا بچہ میرے ساتھ "یا غیاث المستغیثین اغثنی" پڑھتا رہا لوگ اس کی آواز سن کر جمع ہو گئے اور اس کے ایسے فصیح الفاظ سن کر تعجب کرتے تھے اور پھر تو وہ ایک تماشہ بن گیا ایک دفعہ خلیفہ وقت کی لونڈی وہاں سے گذری اس کا یہ تماشہ دیکھ کر اس نے ایک ہزار درہم دے کر خرید لیا۔

(کذافی حیوٰۃ الحیوان)

فائدہ: علامہ امام دمیری نے فرمایا ابوزریق قنق کو کہتے ہیں یہ ایک پرندہ ہے جو کبوتر جتنا ہوتا ہے اسے شامی لوگ زریق کہتے ہیں اور وہ انسان سے بہت زیادہ مانوس ہوتا ہے اور تعلیم کو قبول کرتا ہے اور جو کچھ کہا جائے وہ سمجھ جاتا ہے۔

حکایت بلبل

سیدنا سلیمان علیہ السلام بلبل کے قریب سے گذرے جو درخت پر بیٹھ کر چہچہاتی ہوئی ذکر کرتی اور سر ہلاتی تھی آپ نے اپنے صحابیوں سے فرمایا کہ یہ کیا کہہ رہی ہے عرض کی اللہ اعلم ونبیہ اللہ تعالیٰ اور اس کا نبی جانے۔ (روح البیان صفحہ ۳۲۹، جلد ۶) فرمایا کہتی ہے:

کلت نصف تمرۃ فعلی الدنیا العفاء

یعنی مٹی جب تم کھجور کا آدھا حصہ کھاؤ تو دنیا کے سر پر مٹی شاید بلبل اس وقت کچھ کھا کر فارغ ہوئی تھی

پھر یہی کلمہ پڑھا۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ یہی عقیدہ قدیمہ دین حق والوں کا ہے الحمد للہ یہ عقیدہ اہل سنت کو نصیب ہے اور احادیث پڑھنے والے جانتے ہیں کہ ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام کا بھی یہی طریقہ تھا اس کی تفصیل دیکھئے فقیر کا رسالہ "اللہ ورسولہ اعلم" اویسی غفرلہ

فاختہ کی بولی

اس کے بعد فاختہ کی آواز سنی گئی آپ نے فرمایا یہ کہہ رہی ہے

لیت ذاالخلق لم یخلقوا

کاش مخلوق پیدا نہ ہوتی۔ شاید وہ اس وقت کسی مصیبت میں گرفتار تھی۔

طاؤس (مور) کی گفتگو

اس کے بعد مور بولا کہہ رہا تھا

"کما تدین تدان"

اس کے معنٰی یہ ہوئے جیسی کرنی ویسی بھرنی۔

ہدہد بولا

اس کے بعد ہدہد بولا اور کہہ رہا تھا

استغفرو االلّٰہ یا مذنبون

اے مجرمو اللہ تعالیٰ سے معافی مانگو۔ (روح المعانی ج ۱۰ حصہ دوم ص ۱۷۱)

چڑیا بولی

چڑیا بھی مذکورہ بالا نصیحت کرتی ہے اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چڑیا کو قتل کرنے سے روکا ہے لیکن اس سے ایک خاص چڑیا مراد ہے جو عام طور پر باقی چڑیوں سے بڑی اور چھوٹی چڑیوں کا شکار کرتی ہے اس کا طریقہ شکار یہ ہے کہ ہر پرندے کی بولی بولتی ہے تو وہ پرندہ اس کے قریب ہو جاتا ہے جب اسے اپنے قریب پاتی ہے تو اسے جھپٹ لگا کر کھا لیتی ہے۔

ہدہد کی دوسری بولی: ایک روایت میں یہ ہے کہ ہدہد کہتا ہے:

من لا یَرحم لا یُرحم

جو کسی پر رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جائے گا۔ ان دو مختلف قولوں میں تطبیق یوں کی

جاسکتی ہے کہ وہ کبھی پہلی بولی بولتا ہے کبھی دوسری۔

طیطوی اور طوطے کی بولی

طیطوی کہتا رہتا ہے کل حی میت و کل جدید بال ہر زندہ نے مرنا ہے اور ہر نئے نے پرانا ہونا ہے۔ کشف الاسرار میں یہ کلمات طوطے کی طرف منسوب کیے ہیں۔

چمگاڈر کی بولی

چمگاڈر بولتا ہے قدموا خیرا تجدوہ نیکی کرو اس کا پھل پاؤ گے اور الکشف میں ہے چمگاڈر کہتا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اور سورہ کے آخر میں وَلَا الضَّآلِّیْنَ کو ایسے کھینچ کر پڑھتا ہے جیسے ہمارے قاری پڑھتے ہیں۔ (روح المعانی ج ۱۰ حصہ دوم ص ۱۷۲)

فائدہ: خطاف (بضم الخاءِ المعجمة) بروزن رُمّان اس کی جمع خطاطیف ہے اسے زوار الہند کہا جاتا ہے یہ ان پرندوں میں سے ہے جو انسانوں کی طرف کھینچ کر آتے ہیں اور بہت طویل سفر کرتے ہیں اسی وجہ سے اسے انسانوں سے بہت انس ہے اسے عموماً لوگ عصفور الجنة یعنی بہشت کی چڑیا کہتے ہیں کیونکہ یہ لوگوں کے ہاں رکھی ہوئی چیز کی لالچ نہیں کرتا اسی لیے لوگ اس سے انس کرتے ہیں یہ مچھر اور مکھیوں پر گذارا کرتا ہے۔

قمری کی آواز

قمری کہتی ہے سبحان ربی الاعلیٰ پاکی ہے بلند مرتبہ خداتعالیٰ کے لئے۔ (روح المعانی)

رخمہ یا کبوتر کی بولی

کبوتر کے متعلق حضرت سلیمان علیہ السلام نے خبر دی کہ وہ کہتا ہے۔ سبحان ربی الاعلیٰ ملء سمائه و ارضه،

اللہ تعالیٰ کی پاکی زمین وآسمان کے برابر ہے

فائدہ: رخمہ ایک گونگا بہرہ پرندہ ہے جو نہ سنتا ہے نہ بولتا ہے۔

نکتہ: اسی لیے حکماء کہتے ہیں کہ رخمہ طویل العمر اسی لئے ہے کہ وہ بولتا نہیں کم بولنے سے سلامتی عمر اور برکت نصیب ہوتی ہے۔

چیل کی بولی

چیل کہتی ہے کُلُّ شَیءٍ ھَالِکٌ" اِلاَّ اللہ. اللہ کے سوا سب کو فنا ہے۔
حضرت امیر خسرو علیہ الرحمہ نے فرمایا:

بہرایں مردار چندت کاہ زاری کاہ زو
چوں علیو اجی کہ شش مہ مادہ و شش مہ نرست

ترجمہ: (اس مردار دنیا) پر کب تک فریفتہ رہے گا کہ کبھی کیسے اور کبھی کیسے جیسے چیل چھ ماہ مادہ رہتی ہے اور چھ ماہ نر۔

قطاہ کی بولی

قطاہ کہتا ہے۔من سکت سلم ۔جو خاموش رہا سلامتی میں رہا۔
فائدہ: قطاہ یمامہ جتنا ہے چونکہ وہ اس کی بولی بولتا ہے اس کو اسی وجہ سے اس نام سے موسوم کیا گیا ہے اس لیے وہ جب بولتا ہے تو محسوس ہوتا ہے کہ کہہ رہا ہے قطا قطا۔
فائدہ: ابن ظفر نے فرمایا کہ یہ پرندہ اپنے بچے گھونسلے میں چھوڑ کر دس یا اس سے زائد دنوں تک پانی کی تلاش میں رہتا ہے اور پانی صبح سے طلوع شمس کے درمیان لیتا ہے اس کے بعد اپنے گھونسلے میں لوٹتا ہے تو بھولتا نہیں اس لیے اس پر عرب کی مثال مشہور ہے "اھدی من قطاۃ" قطاہ پرندے سے زیادہ راہ جانتا ہے۔

طوطے کی بولی

ببغا کہتا ہے "ویل لمن کانت الدنیا "خرابی ہو اسے جس کی مراد صرف دنیا ہی ہے۔
ببغا سے مراد طوطی ہے۔
فائدہ:حیوۃ الحیوان میں ہے ببغاہ وہ سبز پرندہ یعنی طوطا۔

باز کی بولی

کاشفی مرحوم نے لکھا کہ باز کہتا ہے "سبحان ربی العظیم وبحمدہٖ" عظیم الشان پروردگار کی پاکی اس کی حمد کے ساتھ۔
فائدہ:حیوۃ الحیوان میں لکھا ہے کہ بازی ہمیشہ مؤنث ہی ہے اس کا نر گدھ کے ایک قسم اور شاہین سے ہوتا ہے اسی لیے یہ مختلف شکلوں میں ہوتا ہے یہ تمام جانوروں سے متکبر ہے اور اس میں نرمی بہت

کم ہے۔

ہزار داستان کی بولی

ہزار داستان کہتا ہے "اذکروا اللہ یا غافلون" اے غافلو اللہ تعالیٰ کو یاد کرو۔

دلا برخیز و طاعت کن کہ طاعت بہ ز ہر کار ست

سعادت آن کسے دارد کہ وقت صبح بیدار ست

ترجمہ: اے دل اٹھ عبادت کر اس لیے کہ عبادت سے بہتر اور کوئی کام نہیں وہی سعادت مند ہے جو صبح بہت جلد اٹھتا ہے۔

مرغ کی بولی

مرغ کہتا ہے "قم یا ایھا الغافل" اے غافل اٹھ کھڑا ہو۔

خروسان در سحر گویند قم یا ایھا الغافل تو از مستی نمی دانی داند کہ او داند کہ ہوشیار ست

ترجمہ: اے غافل اٹھ کھڑا ہو صبح ہو گئی ہے تو مستی سے نہیں جانتا اسے خبر ہے جو ہوشیار ہے۔

سلیمان علیہ السلام کا مرغ

حضرت سلیمان علیہ السلام کا ایک سفید مرغ تھا حدیث شریف میں ہے کہ وہ سفید مرغ میرے دوستوں کا دوست اور میرے دشمنوں کا دشمن ہے (کذافی الوسیط) یہی مرغا فرشتے کو دیکھ کر آواز دیتا ہے اور گدھا شیطان کو دیکھ کر ڈھینچوں ڈھینچوں کرتا ہے۔

گدھ کی بولی

گدھ اپنی بولی میں کہتی ہے "یا ابن آدم عش ماشئت اخرک الموت"

اے آدم زادے جتنا چاہو زندگی بسر کرو آخر تم نے مرنا ہے

فائدہ: اس وجہ مناسبت سے گدھ کو طویل عمر نصیب ہوئی ہے یہاں تک کہ یہ ایک ہزار سال تک رہ سکتی ہے اور اڑنے میں بہت تیز اور اس کے پر بھی بہت بڑے مضبوط ہیں یہاں تک کہ وہ دن میں مشرق و مغرب کی درمیانی مسافت طے کر لیتی ہے اور عام پرندوں میں سے سب سے بڑا پرندہ ہے اسے تمام پرندوں میں سے عجوبہ کہا گیا ہے۔ (کذافی حیواۃ الحیوان)

عقاب کی بولی عقاب کہتا ہے "فی العبد عن الناس انس"

لوگوں سے دور رہنا اچھا ہے۔

مینڈک کی بولی

مینڈک کہتا ہے "سبحان ربی القدوس"، پاکی ہے پروردگار اقدس کو۔ یا کہتا ہے سبحان المعبود فی لجج البحار معبود کی پاکی دریا کی گہرائیوں میں۔

حکایت داؤد علیہ السلام

سیدنا داؤد علیہ السلام کو گمان تھا کہ ان جیسی اللہ تعالیٰ کی مدح وثناء اور کوئی نہیں کرتا ہوگا اور نہ ہی ان سے بڑھ کر اور کوئی حمد گو ہو سکتا ہے اللہ نے فرشتہ بھیجا جب کہ آپ حجرے میں محوذکرِ خدا تھے اور آپ کے قریب ایک پانی کا گڑھا تھا فرشتے نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے داؤد اس گڑھے والے مینڈک سے سنیئے وہ کیا کہہ رہا ہے آپ نے خاموشی سے اس کی طرف کان لگائے تو وہ کہہ رہا تھا۔ سبحانک وبحمدک منتھیٰ علمک

یا اللہ تیری پاکی اور تیری حمد تیرے منتہائے علم کے مطابق

فرشتے نے پوچھا اے داؤد علیہ السلام اب آپ کا کیا خیال ہے آپ نے فرمایا بخدا اس جیسی میں نے کبھی حمد نہیں کی۔

مینڈک نہ مارو

حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مینڈک کو نہ مارو اس لیے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں پھینکا گیا تو یہ منہ میں پانی لے کر آگ بجھاتا تھا اسے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے روایت کیا۔

پانچ جانوروں کو نہ مارو

حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پانچ جانوروں کے قتل سے روکا ہے۔ ☆۔چیونٹی ☆۔شہد کی مکھی ☆۔مینڈک ☆۔خاص چڑیا ☆۔ہدہد

ورشان کی بولی

ورشان کہتا ہے "لدوا للموت وابنوا للخراب" موت کے لئے تیار رہو اور ویرانی کے لئے مکان بناؤ۔ یعنی فنا ہی فنا ہے۔

عجوبہ: الورشان فاختہ وحمامہ کے درمیان ایک پرندہ ہے جسے اولاد سے بہت پیار ہوتا ہے یہاں تک کہ جب اس کے بچوں کو کوئی اٹھا لے تو اپنے آپ کو مار دیتا ہے۔

تیتر کی بولی

تیتر کہتا ہے اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی رحمٰن اپنی شان کے لائق عرش پر مستوی ہے۔

گدھے کی بولی

گدھا بولتا ہے اللھم لعن العشاء (اے اللہ عشاء پر لعنت بھیج)

فائدہ : بعض نے یہ کلمات کوے کی طرف منسوب کیے ہیں۔

گھوڑے کی بولی

جب جنگ کی دو صفیں آمنے سامنے ہوتی ہیں گھوڑا کہتا ہے:
سبوح قدوس رب الملائکہ والروح ۔پاکی والا، تقدیس والا وہ ملائکہ اور روح کا پروردگار ہے۔

زرزر کی بولی

زرزر کہتا ہے اللھم انی اسئلک قوت یوم بیوم یا رزاق
اے روزی رساں میں صرف تجھ سے ہر دن کی روزی مانگتا ہوں

زرزر کی بولی : باریک آواز والا پرندہ یہ ایک چڑیا کی قسم ہے اس کی اپنی آواز پر اس کا نام زرزر ہے زرزر بمعنی (مخصوص آواز) حضرت مولانا روم قدس سرہٗ نے اپنے اشعار میں فرمایا:
شیخ مرغانست لک لک کش دانی کہ چیست
الحمد لک والامر لک والملک لک یا مستعان
ترجمہ: تمہیں معلوم ہے کہ تمام پرندوں کا مرشد کون ہے وہ ہے جو تین بار لک بولتا ہے مثلاً کہتا ہے الحمد لک، حمد تیرے لیے۔ الامر لک (حکم) تیرے لیے۔ الملک لک تیرے لیے اے مستعان۔

بوم کا وعظ

حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ تمام پرندوں سے بنی آدم سے بڑھ کر ناصح اور مشفق الو سے اور کوئی جانور نہیں جب وہ ان کو آپس میں جھگڑتا دیکھتا ہے
تو کہتا ہے: این الذین یتنعمون فی الدنیا ویسعون فیھا ویل
لبنی آدم کیف ینامون وامامھم الشدائد

کہاں ہیں وہ جو دنیا فانی سے متمتع رہے اور اس کے جمع کرنے کی کوشش میں رہے بنو آدم کے لئے افسوس ہے کہ وہ سوتے کیوں ہیں جب جانتے ہیں آگے شدید تکالیف ہیں آخر میں کہتا ہے:

تزودوا یاغافلون وتاھبوا لسفرکم

اے غافلو زادراہ تیار کرلو اور سفر کی خوب تیاری کرو۔ حضرت حافظ شیرازی قدس سرہٗ نے فرمایا۔

دع التکاسل تغنم فقد جری مثل — کہ زادراہرواں چستیست وچالاکی

ترجمہ: سستی چھوڑ غنیمت سمجھ وقت کو اس لیے کہ یہ مثل مشہور ہے کہ سفر کا زادراہ چستی وچالاکی ہے۔

پرندے کی سلیمان علیہ السلام کی کچہری میں حاضری

ایک پرندہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور کچھ عرض کی آپ نے اپنے ہم نشینوں سے پوچھا کہ یہ کیا کہہ رہا ہے سب نے عرض کی آپ خوب جانتے ہیں آپ نے فرمایا یہ کہتا ہے کہ اے بنی اسرائیل پر مسلط بادشاہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کرامت بخشی ہے اور دشمنوں پر آپ کو غلبہ بخشا ہے میں اب اپنے بچوں کے ہاں جارہا ہوں عنقریب واپس آؤں گا۔ سلیمان علیہ السلام نے انتظار کیا چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد پھر حاضر ہوگیا اور سلیمان علیہ السلام کو سلام عرض کر کے کہا اجازت ہو تو میں اپنے بچوں کے لئے دانہ لاؤں بلکہ ان کو کھلا پلا کر حاضری دوں پھر جو حکم ہوگا بجالاؤں گا آپ نے اسے کلی اجازت بخش کر حاضرین کو اس کا سارا ماجرا سنا دیا۔

انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کا کمال

پرندوں اور وحشیوں کی آوازیں اور تمام اکوان کے حرکات اللہ تعالیٰ کے خطابات ہیں جو اس نے اپنے پیارے محبوبوں، انبیاء مرسلین واولیاء، عارفین سے خطاب فرمایا یہی حضرات ان کی بولیوں کو سمجھتے ہیں اس لیے کہ یہ ان کے احوال ان کے مفہوم کو سمجھ جاتے ہیں یہ بھی سمجھنا الہام ربانی کے اعتبار سے ہوتا ہے جو ان کے قلوب میں وارد ہوتا ہے یہ نہیں کہ وہ بعینہٖ ان کی بولیوں کو جانتے ہیں۔ (روح البیان)

فائدہ: جیسے بھی ہو اولیاء کرام ان کی بولیوں سے باخبر ہوتے ہیں بلکہ حضرت عثمان مغربی فرماتے ہیں جو اللہ سے جمیع احوال میں صدق وصفائی رکھے تو اس کی بات کو ہر شے سمجھتی ہے اور وہ بھی ہر شے کی بات کو سمجھتا ہے جیسے طبل بجنے پر ہر ایک کو کوچ اور نزول کا علم ہو جاتا ہے اللہ اپنے مخصوص بندوں کو سماع اصوات وشہود احوال مرئیات کے فنون کا علم عطا فرماتا ہے۔

(روح البیان پارہ ۱۹، النمل صفحہ ۱۵۷)

حضرت سلیمان علیہ السلام اور چیونٹی

جب حضرت سلیمان علیہ السلام تخت نشین ہوئے تو تمام حیوانات نے مبارکباد دی او رخدمت عالیہ میں حاضر ہوئے سوائے چیونٹی کے یہ آپ کو مبارکباد دینے کی بجائے تعزیت کررہی تھی سلیمان علیہ السلام نے چیونٹی کو جھڑکا اس نے کہا میں آپ کو کیسے مبارکباد دوں جبکہ مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اس سے دنیا سمیٹ لیتا ہے اور آخرت کی طرف اسے لگادیتا ہے لیکن اے سلیمان علیہ السلام رات دن دنیا میں مستغرق ہیں تو پھر یہ مبارکباد کی بجائے تعزیت کے زیادہ حقدار ہیں۔ (ذکرہ السیوطی فی فتاویٰ)(روح البیان)

قرآن مجید میں چیونٹی کا قصہ

حضرت سلیمان علیہ السلام تخت نشین ہوکر ہوائی تخت پر سفر فرماتے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ ۚ وَاَسَلْنَا لَهٗ عَيْنَ الْقِطْرِ ؕ وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ؕ وَمَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ ۝ يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَآءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ ؕ اور سلیمان علیہ السلام کے بس میں ہوا کردی اس کی صبح کی منزل ایک مہینہ کی راہ اور شام کی منزل ایک مہینے کی راہ اور ہم نے اس کے لئے پگھلے ہوئے تانبے کا چشمہ بہایا اور جنوں میں سے وہ جو اس کے آگے کام کرتے اس کے رب کے حکم سے اور جو ان میں ہمارے حکم سے پھرے ہم اسے بھڑکتی ہوئی آگ کا عذاب چکھائیں گے اس کے لئے بناتے جو وہ چاہتا اونچے اونچے محل اور تصویریں اور بڑے حوضوں کے برابر لگن اور لنگر دار دیگیں۔

لشکر سلیمانی کی تعداد

حضرت سلیمان علیہ السلام کا لشکر تین سو میل لمبا اور تین سو میل چوڑا تھا پچھتر میل پر انسان پچھتر میل پر جنات اور پچھتر میل پر پرندے اور پچھتر میل پر وحشی جانور پھیلے ہوتے تھے اور آپ کے ایک ہزار شیشے کے بنگلے تھے جو لکڑیوں پر تیار کیے گئے تھے اس میں آپ کی تین سو منکوحات اور سات سو

کنیزیں رہائش پذیر تھیں آپ کے لئے جنات نے تین میل لمبا اور تین میل چوڑا سونے کا قالین (فرش) تیار کیا اسکے درمیان میں آپ کا سونے کا منبر بچھایا جاتا اس پر آپ رونق افروز ہوتے اس کے اردگرد سات لاکھ سونے اور چاندی کی کرسیاں بچھائی جاتیں سونے کی کرسیوں پر آپ کے نائبین اور چاندی کی کرسیوں پر علماء بیٹھتے ان کے اردگرد انسان اور ان کے اردگرد جنات وشیاطین بیٹھتے اور اس نوری جماعت پر پرندے پر بچھاتے کہ ذرّہ بھر بھی سورج کی کرن ان پر نہیں پڑتی تھی اس پورے لشکر کو ہوا اٹھا کر چلتی جو ایک ماہ کے برابر سفر کرتی رہتی تھی۔

حال سفر سلیمانی

ایک دفعہ دوران سفر آپ کا گزر چیونٹیوں کے علاقہ سے ہوا جسے اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا: حَتّٰۤى اِذَاۤ اَتَوْا عَلٰى وَادِ النَّمْلِۙ قَالَتْ نَمْلَةٌ یّٰۤاَیُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْۚ لَا یَحْطِمَنَّكُمْ سُلَیْمٰنُ وَ جُنُوْدُهٗۙ وَ هُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا الآیۃ (النمل پ ۱۹)

ترجمہ: یہاں تک کہ جب چیونٹیوں کے نالے (وادی) پر آئے، ایک چیونٹی بولی، اے چیونٹیو! اپنے گھروں میں چلی جاؤ تمہیں کچل نہ ڈالیں سلیمان اور ان کے لشکر بے خبری میں، تو اس کی بات سے مسکرا کر ہنسا۔ (کنز الایمان)

فائدہ: جب چیونٹی نے لشکر کو دیکھا کہ سلیمان علیہ السلام لشکر سمیت ان کی وادی کی طرف متوجہ ہیں تو چیونٹی بھاگی اور وہ تمام موجودہ چیونٹیاں بھی متنبہ ہو گئیں اس کے پیچھے تمام چیونٹیاں دوڑیں۔

لطیفہ: امام فخر الدین علیہ الرحمہ نے کہا کہ حضرت قتادہ کوفہ میں تشریف لائے آپ نے اعلان کیا کہ مجھ سے جو چاہو پوچھو امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اس وقت نوجوان تھے آپ نے لوگوں سے فرمایا ان سے سوال کرو کہ سلیمان علیہ السلام کی چیونٹی نر تھی یا مادہ؟ حضرت قتادہ سے سوال کیا گیا تو جواب نہ دے سکے امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ نے فرمایا وہ مادہ تھی اس لیے کہ اس کا فعل قالت (مؤنث) ہے اگر نر ہوتی تو قال کہا جاتا۔ (تفسیر کبیر ج ۸ حصہ دوم ص ۵۴۸)

اعجوبہ: یہ چیونٹی لنگڑی تھی اس کے دو پر تھے جو مرغ یا شتر کے پروں کے برابر تھے یا بھیڑیے کے قد

کے برابر اور وہ چیونٹیوں کی ملکہ یعنی سردار تھی اس کا نام منذرہ یا طاخیہ یا جرمی تھا اس کا یہ نام توراۃ یا انجیل یا کسی صحیفہ میں لکھا ملتا ہے اور اس کا یہ نام اللہ نے رکھا یا سلیمان علیہ السلام سے پہلے انبیاء کرام علیھم السلام اس نام سے موسوم کرتے چلے آئے۔ اس کا نام اس کے بولنے کی وجہ سے مشہور ہوا ورنہ چیونٹی کے علیہ اسماء کہے اور نہ ہی چیونٹیاں ایک دوسرے کو خاص نام سے موسوم کرتی ہیں اور نہ ہی انسانوں کو ان کی شکلوں سے پہچان ہوتی ہے یہ فلاں ہے اور وہ فلاں اور نہ ہی ابنائے آدم کے ماتحت ہیں کہ انہیں اپنے گھوڑوں اونٹوں وغیرہ کی طرح نام سے یاد کریں۔

(التعریف والاعلام للسھیلی علیہ الرحمہ

مدینہ منورہ میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی حاضری

صاحب روح البیان علیہ الرحمہ صفحہ ۳۳۳ جلد ۹ مطبوعہ استنبول جدید میں لکھتے ہیں: سلیمان علیہ السلام مدینہ پاک سے گزرے :

مدینة الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال ھذہ دار ھجرة

نبی آخر الزمان طوبیٰ لمن آمن بہ وطوبیٰ لمن اتبعہ .

تو فرمایا یہی نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت گاہ ہے اسے مبارک ہو جو آپ پر ایمان لایا اور اسے جو آپ کی فرمانبرداری کرے یا اسے جو آپ کی اقتداء کرے

فائدہ: یہ وادی واد النمل سے ان کی کثرت کی وجہ سے موسوم ہے یہ ایسے ہے جیسے کہا جاتا ہے بلاد الثلج برفانی شہر ہے یہاں پر شام کے علاقہ کی ایک وادی ہے یا طائف میں یہ وادی واقع ہے کیونکہ وہاں چیونٹیاں بکثرت ہیں اور مشہور یہ ہے کہ یہاں چھوٹی چیونٹیاں مراد ہیں۔ بعض نے کہا کہ وہاں کی چیونٹیاں بھیڑیئے اور عربی اونٹوں جتنی موٹی تھیں بعض نے کہا کہ وہاں کی وادی میں جن رہتے تھے جن پر چیونٹیاں سواری کرتی تھیں۔

ہوا پر شاہی اور ہر آواز کا سننا

حضرت سلیمان علیہ السلام کا تیز ہوا کو حکم تھا کہ وہ آپ کے تخت کو اٹھائے اور نرم ہوا کو حکم تھا کہ وہ اسے چلائے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے سلیمان علیہ السلام آپ زمین و آسمان کے درمیان چلتے وقت زمین کی آوازیں سن سکتے ہیں اس کا حکم ہم نے ہوا کو فرما دیا ہے۔

فائدہ: اس سے ہمارا استدلال ہے کہ محبوبان خدا دور سے اللہ کی دی ہوئی قوت سے سن سکتے ہیں۔

سوال: چیونٹی کو کیسے معلوم ہوا کہ یہ لشکر سلیمانی ہے اور اس میں حضرت سلیمان علیہ السلام بھی ہیں۔

جواب: سب کو معلوم ہے کہ سلیمان علیہ السلام کی فرمانبرداری کا حکم جیسے انسانوں کو تھا ایسے ہی جملہ حیوانات اور پرندوں کو بھی تھا اور یہ چیونٹی بھی منجملہ انہی میں سے تھی اور قاعدہ ہے کہ جو کسی کی اطاعت پر مامور ہوتا ہے وہ اسے جانتا بھی ہے۔

چیونٹی کے فہم و ذکاء کا بیان

چیونٹی دوسرے جانوروں سے زائد فہم رکھتی ہے مثلاً اسے معلوم ہے کہ سردیوں کے لئے اناج جمع کر کے رکھنا ہے کہ وہ دانوں کو دو ٹکڑے کر دیتی ہے کیونکہ اسے دو ٹکڑے نہ کیا جائے تو وہ اُگ آتا ہے یہ سوائے اس کے اور کوئی نہیں جانتا ایسے وہ کزبرہ کے دانہ کے چار ٹکڑے کر دیتی ہے کیونکہ اسے چار حصے نہ کیا جائے تو پھر دوبارہ اُگ آتا ہے یہ بھی چیونٹی کے فہم کی اعلیٰ دلیل ہے اس کے باوجود اگر دانے پر پانی کی تری پڑ جائے تو اسے باہر لے جا کر دھوپ میں سکھاتی (خشک کرتی ہے) تاکہ یہ دانہ دوبارہ اُگنے کے لائق نہ رہے کیونکہ خشک دانہ پر پانی پڑ جائے تو وہ اُگنے کے لائق بن جاتا ہے۔

اس کے تفصیلی دلائل تو فقیر نے اپنی کتاب "التحقیق السعید فی السماع عن البعید" میں لکھے ہیں یہاں صرف ایک حوالہ پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

چیونٹی کے انڈے

حیوٰۃ الحیوان میں ہے کہ چیونٹی دوسرے جانوروں نر، مادہ کی طرح جفتی نہیں ہوتی اور نہ ہی اس میں نر مادہ کی کیفیت ہوتی ہے ان کے توالد و تناسل کا قصہ یوں ہوتا ہے کہ ہر چیونٹی سے معمولی سی کوئی شے زمین پر گرتی ہے تو وہ شے پھر بڑھنے لگتی ہے یہاں تک کہ وہ انڈے کی شکل اختیار کر لیتی ہے پھر اسی سے ہی چیونٹی کے بچگان پیدا ہوتے ہیں۔

وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ یہ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ کے حال سے ہے یعنی ان کا یہ حال بمعنی روندنا ان سے لاشعوری سے ہو سکتا ہے کیونکہ جب وہ معلوم کر لیں گے تو ہرگز نہیں کریں گے اس لیے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اور آپ کے لشکر کے عدل و فضل کا تقاضہ یہ ہے کہ نہ وہ چیونٹی کو روند سکتے ہیں نہ اس سے بڑے جانوروں کو روندتے ہیں نہ اس سے چھوٹے کو۔

چیونٹی کا پاک عقیدہ

گویا چیونٹی کا عقیدہ تھا کہ انبیاء کرام علیہم السلام ظلم وایذاء سے معصوم ہوتے ہیں سوائے اس کے کہ یہ عمل ان سے سہوا ہو چیونٹی کے اس عقیدہ کی نظر لشکر حبیب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمل ہے کہ اس کے لئے بھی اللہ نے فرمایا:

فَتُصِيبَكُمْ مِّنْهُمْ مَّعَرَّةٌۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ تو تمہیں ان کی لاعلمی سے ضرر پہنچے کیونکہ ان کا یہ شیوہ نہیں کہ وہ کسی اہل ایمان کو ضرر پہنچائیں۔

لشکر سلیمانی اور لشکر محمدی کا فرق

لشکرِ سلیمانی کے لئے اس فعل کا استثناء چیونٹی نے کیا ہے لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لشکر کا استثناء خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اس سے فرق خود ہی معلوم کیجئے کہ لشکرِ محمدی کو لشکرِ سلیمانی پر کتنی فضیلت حاصل ہے ایسے ہی حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جملہ انبیاء علیہم السلام پر فضیلت ہے۔

سلیمان علیہ السلام کا دور سے سننا

مروی ہے کہ سلیمان علیہ السلام نے چیونٹی کا یہ مقولہ تین میل سے سن لیا تھا ہوا نے آپ تک یہ آواز پہنچائی۔

فائدہ: ہوا ہر آواز کو ہر ایک کان میں پہنچاتی ہے حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے تخصیص یوں ہوئی کہ آپ کو ہر آواز مطلب کے مطابق پہنچنے کے بعد سمجھ آجاتی تھی اور بہت بڑی دوری کے لئے حائل نہ تھی بخلاف ہمارے کہ آواز ہم کو تو پہنچ رہی ہے لیکن ـــ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّن قَوْلِهَا پس سلیمان علیہ السلام چیونٹی کی بات سے ہنسنے لگے اس سے سلیمان علیہ السلام کے ہنسنے کا مبالغہ کا بیان ہے کہ ان کے ہنسنے کا انتہائی مرتبہ یہی تھا دوسرے عوام جیسا ہنسنا نہ تھا کہ ان کے ہنسنے کا انتہا قہقہہ ہوتا ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام سے قہقہہ نہیں ہوتا یہ ان کی شان کے خلاف ہے اور انبیاء علیہم السلام کی ہنسی کا انتہا یہی تبسم ہے اور ضَاحِكًا حال مقدرہ یا مؤکدہ ہے اب معنیٰ یہ ہوا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام چیونٹی کے ڈرنے ڈرانے سے تعجب کرتے ہوئے ہنسے۔

مسئلہ: یاد رہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کا ہنسنا تبسم تک محدود ہوتا ہے اور قاعدہ ہے کہ جب کوئی

نئی چیز دیکھتا ہے یا اعجوبہ سنتا ہے تو متعجب ہو کر ہنستا ہے۔

فائدہ: بعض مفسرین نے فرمایا کہ سلیمان علیہ السلام کا ظاہراً تو چیونٹی کی کیفیت عجیبہ سے ہنستا تھا لیکن درحقیقت اپنی حاصل کردہ قوت پر خوشی کر رہے تھے کہ اس کریم نے مجھے چیونٹی کی بات سمجھنے اور دور سے سننے کی توفیق بخشی اور اظہار فرحت مطلوب تھا کہ اس مالک نے مجھے بہترین لشکر عطا فرمایا ہے کہ جس کے تقویٰ وشفقت کا اعتراف چیونٹیوں تک ہے۔

نکتہ: ہم نے یہ تقریر اسلام کے اس قاعدہ سے سمجھی ہے کہ نبی علیہ السلام دنیوی امور کے لئے نہیں ہوتے بلکہ انہیں دینی امور سے فرحت اور خوشی ہوتی ہے۔

سلیمان علیہ السلام کے راکٹ کا بریک

مروی ہے کہ چیونٹی نے صرف لشکر کی آواز سنی اسے یہ معلوم نہ ہو سکا کہ لشکر آسمان پر ہے یا زمین پر اس لیے اس نے عمومی حیثیت سے کہہ دیا شاید لشکر زمین پر ہے اے چیونٹیوں بلوں میں گھس جاؤ۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہوا کو حکم فرمایا کہ تخت روک لے یہاں تک کہ چیونٹیاں بلوں میں داخل ہو جائیں چنانچہ آپ کا تخت وہیں تین میل دور رُک گیا پھر جب تک تمام چیونٹیاں بلوں میں داخل نہ ہو گئیں تخت روانہ نہ ہوا۔

لشکر زمین پر چل رہا تھا

الوسیط میں ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے لشکر سے بعض سواریوں پر تھے اور بعض پیدل چل رہے تھے اسی لیے چیونٹی کو اپنے لشکر کے روندے جانے کا خطرہ ہوا اس تقریر پر یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب حضرت سلیمان علیہ السلام کو ہوا کی تسخیر کا معجزہ عطا نہیں ہوا تھا کیونکہ لشکر اگر آسمان پر ہوتا تو چیونٹی خوف نہ کھاتی۔

مکالمہ سلیمان علیہ السلام بہ نمل

مروی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ چیونٹی کو میرے ہاں لاؤ چنانچہ چیونٹی حاضر کی گئی تو ذیل کا مکالمہ (گفتگو) ہوئی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام: اے چیونٹی کیا تجھے معلوم نہ تھا کہ میرا لشکر کسی پر ظلم وستم نہیں کرتا۔

چیونٹی: بیشک میرا عقیدہ یہی ہے کہ آپ کا لشکر ظلم وستم نہیں کرتا لیکن چونکہ میں ان سب کی سردار ہوں اسی لیے میرا فرض منصبی تھا کہ میں انہیں ہر نشیب وفراز سے آگاہ کروں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام: کیا تمہیں معلوم نہ تھا کہ لشکر تو آسمان پر تھا تو پھر ان سے روندنے کا

خطرہ کیسا۔
چیونٹی:۔ معلوم تھا لیکن میں نے سمجھا کہ میرا لشکر آپ کے لشکر کی شوکت کو دیکھ کر دنیوی مشاغل میں مشغول ہو جائیں گے اس طرح ذکر الٰہی سے محروم ہو جائیں گے ان کے روندے جانے سے ظاہری معنی مراد نہ تھا بلکہ باطنی معنی مراد ہے کہ ذکر الٰہی سے محرومی باطنی طور تباہی و بربادی ہی بربادی ہے۔
حضرت سلیمان علیہ السلام:۔ اے چیونٹی تیری اس تقریر سے تیری قدر و قیمت میرے دل میں بڑھ گئی ہے لہٰذا میرا جی چاہتا ہے تو مجھے کوئی پند و نصیحت سنا دے۔
چیونٹی:۔ آپ کو معلوم ہے کہ آپ کے والد گرامی کا نام داؤد علیہ السلام کیوں رکھا گیا
حضرت سلیمان علیہ السلام:۔ نہیں۔
چیونٹی:۔ آپ کے والد کا اسم گرامی داؤد علیہ السلام اس لیے رکھا گیا کہ انہوں نے زخمی دل کا دوا (علاج) کیا گویا ان کا نام "داوئ جراحة قلبه" کا مخفف ہے پھر چیونٹی نے سوال کیا کہ اے سلیمان علیہ السلام کیا آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ آپ کا نام سلیمان علیہ السلام کیوں ہے۔
حضرت سلیمان علیہ السلام:۔ نہیں
چیونٹی:۔ اس لئے کہ آپ سلیم الصدرو القلب ہیں گویا سلیمان علیہ السلام انہی الفاظ کا مخفف ہے۔
چیونٹی کے لشکر اور اس کی سلطنت کا حدود اربعہ:۔
کشف الاسرار میں ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے چیونٹی سے پوچھا کہ تمہاری سلطنت کا حدود اربعہ اور تمہارے لشکر کی تعداد کتنی ہے؟ چیونٹی نے عرض کی کہ لشکر کی نگرانی کے لئے میں چار ہزار کوتوال رکھتی ہوں اور ان میں سے ہر ایک کے ماتحت چہل ہزار نقیب ہیں پھر ہر ایک نقیب کے تحت چہل ہزار چیونٹیاں رہتی ہیں۔

چیونٹیاں زمین پر کیوں

حضرت سلیمان علیہ السلام نے چیونٹی سے فرمایا کہ تو اپنے لشکر سے باہر کیوں نہیں جاتی چیونٹی نے عرض کی اے پیارے نبی علیہ السلام مجھے روئے زمین کا اختیار دیا گیا لیکن میں نے ٹھکرا دیا صرف اس لئے کہ مجھے اپنے لشکر رعیت کو چھوڑ کر کہیں جانا گوارا نہیں بلکہ عرض کی کہ اے پروردگار عالم ہمیں زیر زمین رکھنا تاکہ تیرے سوا ہمیں کوئی نہ جانے اور ہم بھی تیرے سوا کسی کو نہ

جائیں۔

سلیمان علیہ السلام کا چیونٹی سے نصیحت پذیر ہونا

سیدنا سلیمان علیہ السلام سے چیونٹی نے کہا کہ آپ بھی تو مجھے بتا دیں کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے سب سے بڑی کونسی نعمت عطا فرمائی ہے۔ سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہوا کو میرے تابع کر دیا ہے میں صبح کو مشرق میں ہوتا ہوں اور شام کو مغرب میں۔ چیونٹی نے کہا یہ تو کوئی بڑا کمال نہیں بلکہ اس میں تو اشارہ ہے کہ آپ کی شاہی کی مثال یہی ہے کہ گویا ہوا پر سہارا ہے۔ حضرت شیخ سعدی قدس سرہٗ نے فرمایا ؎

نہ بر باد رفتی سحر گاہ و شام سریر سلیمان علیہ السلام
بآخر ندیدی کہ بر باد رفت خنک آنکہ بادانش و داد رفت

ترجمہ: کیا سلیمان علیہ السلام کا تخت صبح و شام ہوا پر نہیں چلتا تھا لیکن انجام کیا ہوا یہی کہ وہ مٹ کر رہ گیا لہٰذا خوش قسمت ہے وہ انسان جو دانائی اور انصاف سے زندگی گذار گیا۔

نوٹ: اس کا اکثر مضمون تفسیر روح البیان سے ماخوذ ہے ترجمہ اویسی غفرلہٗ موسوم بہ فیوض الرحمٰن پارہ ۱۹ سورۃ النمل۔

فوائد: اس واقعہ چیونٹی سے مندرجہ ذیل فوائد حاصل ہوئے۔

☆...... چیونٹی کی آواز کو تین میل کی دوری سے سن لینا یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا معجزہ ہے اور اس سے معلوم ہوا کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی بصارت و سماعت کو عام انسانوں کی بصارت پر قیاس نہیں کر سکتے بلکہ حق یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کا سننا اور دیکھنا اور دوسری طاقتیں عام انسانوں کی طاقتوں سے بہت بڑھ چڑھ کر ہوا کرتی ہیں۔

☆...... چیونٹی کی گفتگو سے معلوم ہوا کہ چیونٹیوں کا بھی یہ عقیدہ ہے کہ کسی نبی کے صحابی جان بوجھ کر کسی پر ظلم نہیں کر سکتے کیونکہ چیونٹی نے وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ کہا حضرت سلیمان علیہ السلام اور ان کی فوج اگر چیونٹیوں کو کچل ڈالیں گے تو بے خبری کے عالم میں لاشعوری طور پر ایسا کریں گے ورنہ جان بوجھ کر نبی کے صحابی ہوتے ہوئے وہ کسی پر ظلم و زیادتی نہ کریں گے افسوس کہ چیونٹیاں تو یہ عقیدہ

رکھتی ہیں کہ نبی کے صحابی جان بوجھ کر کسی پر ظلم نہیں کر سکتے مگر رافضیوں کا گروہ ان چیونٹیوں سے بھی گیا گزرا ثابت ہوا کہ ان ظالموں نے حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مقدس صحابہ پر یہ تہمت لگائی کہ ان بزرگوں نے جان بوجھ کر حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا اور اہل بیت پر ظلم کیا (معاذ اللہ)

☆......اس میں منکرین کمالات انبیاء واولیاء کا رد ہے ان کے اس عقیدہ کا کہ کسی کے لئے دور سے سننے جاننے کا عقیدہ شرکیہ ہے۔

فقیر اویسی غفرلہٗ کہتا ہے کہ ان کا یہ عقیدہ تحفظ توحید پر مبنی ہے لیکن غور سے دیکھا جائے تو یہ توحید نہیں بلکہ توہین حق تعالیٰ ہے اس لئے کہ شرک اسے کہتے ہیں کہ کسی کو اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات میں شریک مانا جائے۔ دور سے سننا تو مخلوق کی صفت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو دور ماننا شرک ہے اللہ تعالیٰ کئی آیتوں میں اپنا قرب فرماتا ہے۔

قال تعالیٰ: نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ وغیرہ وغیرہ۔ دور سے سننا مخلوق کی صفت ہے اس کی کئی مثالیں دی جا سکتی ہیں منجملہ ازاں ایک حدیث شریف ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں تین چیزوں کو قوت سماعت دی گئی ہے۔ ایک یہ کہ جنت سنتی ہے اور دوزخ سنتی ہے اور وہ فرشتہ جو کہ میرے پاس مقرر ہے وہ سنتا ہے جب میری امت کا کوئی بندہ جہاں کہیں ہو جب بندہ کہتا ہے: (اللھم انی اسئلک الجنۃ) اے اللہ مجھے جنت عطا فرما تو جنت اس کی آواز سن لیتی ہے اور کہتی ہے یا اللہ اس کو مجھ میں داخل فرما دے اور جب میری امت کا کوئی بندہ یہ دعا کرتا ہے: (اللھم اجرنی من النار) یا اللہ مجھے دوزخ سے بچا تو دوزخ سن لیتی ہے اور کہتی ہے یا اللہ اس کو مجھ سے بچا اور جب میری امت کا کوئی بندہ میرے اوپر سلام بھیجتا ہے وہ فرشتہ مذکور سن کر عرض کرتا ہے یا رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ فلاں ہے کہ سلام عرض خدمت کر رہا ہے۔اس کو سلام کا جواب دیا جاتا ہے۔مزید تفصیل فقیر کا رسالہ ''دور سے سننا'' میں دیکھیے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام اور ہدہد کی گفتگو

یوں تو سبھی پرندے حضرت سلیمان علیہ السلام کے مسخر اور تابع فرمان تھے لیکن آپ کا ہدہد آپ کی فرمانبرداری اور خدمت گزاری میں بہت مشہور ہے وہ ہر وقت ساتھ رہتا ایک دن حضرت سلیمان علیہ السلام نے پرندوں کا حال معلوم کیا تو ان میں ہدہد کو گم پایا اور وہی تمام پرندوں کا سردار تھا اس کا نام یعفور تھا اسے قرآن مجید میں یوں بیان فرمایا ہے کہ: وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ اور پرندوں کا جائزہ لیا۔ فَقَالَ مَالِيَ تو بولا مجھے کیا ہوا لَا أَرَى الْهُدْهُدَ میں ہدہد کو نہیں دیکھتا کسی پردے کی آڑ میں ہے یا کوئی اور سبب ہے جب واضح ہوگیا کہ وہ غیر موجود ہے تو سابق گفتگو سے ہٹ کر فرمایا: أَمْ كَانَ مِنَ الْغَائِبِينَ الآیۃ (النمل ۲۷/۲۰) یا وہ واقعی حاضر نہیں۔کیا وہ غائبین میں سے ہے بلکہ بات یہ ہے کہ کیا وہ غائب ہے کہ میں ہدہد کو پرندوں کی ٹولی میں نہیں دیکھ رہا اور وہ میری آنکھ سے اوجھل ہے اور ہماری جماعت سے غائب ہوگیا ہے۔

سوال: اس سے معلوم ہوا کہ سلیمان علیہ السلام کو علم غیب نہ تھا تبھی تو ہدہد کی گمشدگی پر فرمارہے ہیں: مَالِيَ لَا أَرَى الْهُدْهُدَ

جواب: اس میں علم غیب کی کوئی بحث نہیں بلکہ اس میں اللہ تعالیٰ سلیمان علیہ السلام کی حکمرانی میں سیاسی بصیرت کا کمال بیان فرمارہا ہے کہ وہ ایسے باکمال تھے کہ اتنا بہت بڑے شہنشاہ ہونے کے ایک معمولی پرندے کے حالات سے آگاہ تھے چنانچہ روح البیان میں ہے کہ: اس میں اشارہ ہے کہ بادشاہوں پر واجب ہے کہ وہ اپنی مملکت میں ہوشیاری رکھیں اور قیام امور کا سلیقہ درست کریں اور رعایا

کے جملہ امور پر کڑی نگرانی ہو اور بچت کے معمولی سے معمولی فرد کے حالات سے بھی بے خبری نہ ہو بادشاہ وقت پر جیسے بڑوں کی خبر گیری ضروری ہے اس سے کہیں بڑھ کر چھوٹوں کے حالات سے آگاہی ہو یہاں تک کہ ہر چھوٹا بڑا اس کی معلومات سے اوجھل نہ ہو جیسے سیدنا سلیمان علیہ السلام کا طریقہ کریمہ تھا کہ آپ پرندوں تک کے چھوٹے سے چھوٹے پرندوں کے حال سے بے خبر نہیں رہتے تھے اور پلک بھر بھی کوئی شے آپ سے پوشیدہ نہیں رہ سکتی تھی ان کی شفقت کی کیفیت بھی قابل ستائش ہے باوجودیکہ یہ کوتاہی ہدہد سے سرزد ہوئی لیکن سلیمان علیہ السلام نے شفقت کے طور پر اپنی طرف منسوب فرمایا کما قال مَالِيَ لَآ أَرَى الْهُدْهُدَ ورنہ فرماتے مالی الهدهدلم اراہ رعایا کی تادیب بھی ضروری ہے چنانچہ تادیباً فرمایا: أَمْ كَانَ مِنَ الْغَآئِبِينَ یعنی یہ بھی منجملہ ان سے ہو گیا ہے جو میری اجازت کے بغیر غائب ہو جاتے ہیں۔

معجزہ سلیمانی

امور سلطنت پر تدبیر کے علاوہ یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا معجزہ تھا کہ ہر تابع فرمان نہ صرف ہدہد بلکہ ہر پرندہ اور تمام جن، انسان اور شیاطین اور جملہ حیوانات اور ان کے احوال مطابق وہ مکلف بھی تھے اور اس کا انہیں فہم و ادراک بھی تھا اور ان کے احوال اس وقت ایسے تھے جیسے مکلف ہونے میں انسان اور وہ اوامر و نواہی کی صلاحیت رکھتے تھے۔ (روح البیان)

حضرت سلیمان علیہ السلام کی مکہ میں آمد و رفت

مروی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام جب بیت المقدس کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو مکہ معظمہ کی طرف حج کے ارادہ سے روانہ ہوئے اور حرم شریف میں جی بھر کر اقامت پذیر رہے اور اپنی اقامت گاہ پر روزانہ پانچ ہزار اونٹنیاں اور پانچ ہزار گائیں اور بیس ہزار بکریاں خیرات کرتے پھر یمن کی طرف روانگی فرمائی صبح کو مکہ معظمہ سے روانہ ہوئے سہیل تک جانے کا پروگرام تھا دوپہر کے وقت تک صفا و یمن میں پہنچ گئے۔ مکہ سے صفا و یمن تک ایک ماہ کا سفر تھا صفا و یمن کی زمین اچھی لگی

کیونکہ یہاں دیکھا کہ یہ سرسبز علاقہ تھا لیکن اترتے ہی پانی نہ پایا چونکہ پانی کی تلاش پر ہد ہد مامور تھا اس لیے کہ وہ زمین کے اندر سے پانی کو دیکھ لیتا تھا جیسے ہم کسی شے کو شیشے کے اندر سے دیکھ لیتے ہیں اور وہ پانی کی ناپ جان لیتا تھا کہ یہاں نیچے پانی کتنا ہے پانی کی جگہ پر چونچ رکھتا تھا تو شیاطین آ کر اس زمین کے ٹکڑے کو ایسے دور پھینک دیتے تھے جیسے جانور کا چمڑا ادھیڑا جاتا ہے اس طرح سے پانی آسانی سے میسر آ جاتا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہد ہد کو بلایا تو وہ غیر موجود تھا۔

ہد ہد کو بلقیس کے ہاں دعوت

تقدیر ربانی جب آتی ہے تو اسے کوئی شے نہیں روک سکتی بہت سے بندگان خدا دوسرے کے لئے تو گڑھا کھودتے ہیں لیکن خود اس میں گر کر مر جاتے ہیں ہد ہد پر تقدیر واقع ہوئی ہوا یوں کہ جب دیکھتا ہے کہ سلیمان علیہ السلام اقامت گاہ میں آرام فرما ہیں تو وہ اونچا اڑ کر زمین پر نگاہ ڈالتا یعنی آزادی سے سیر وسیاحت میں مصروف ہو جاتا یہاں یمن میں اونچائی سے دیکھا تو اسے ایک اور ہد ہد نظر آیا جس کا نام عنفیر تھا جو ایک جگہ پر وہ ٹھہرا ہوا تھا تو اسے دیکھ کر نیچے اتر آیا دونوں گلے ملے سلیمانی ہد ہد نے اپنی ملکہ کی باتیں سنائیں اور کہا کہ اس کے ماتحت ایک لاکھ لیڈر ہے اور ہر لیڈر کے ماتحت ایک ایک لاکھ افراد رہتے ہیں سلیمانی ہد ہد کو بلقیس کی شاہی کے دیکھنے کا شوق ہوا تو چلا گیا اور بلقیس کی شاہی کی سیر میں عصر ہو گئی۔

ہد ہد کی واپسی اور اس سے باز پرس

حضرت سلیمان علیہ السلام کو ہد ہد کی غیر موجودگی پر احساس ہوا کہ چونکہ دھوپ سے بچنے کے لئے پرندوں کو مقرر کیا ہوا تھا اور جب ہد ہد اپنی جگہ چھوڑ گیا تو دھوپ محسوس ہوئی تو پوچھا کہ ہد ہد کہاں ہے نہ پانے پر گدھ کو بلایا اور فرمایا دیکھ کہاں گیا گدھ نے اڑ کر دیکھا تو اسے نظر نہ آیا اس کے

بعد عقاب کو حکم ملا عقاب نے اڑ کر دیکھا تو واپس آ رہا تھا آگے جا کر ملا ہد ہد ڈر گیا عقاب کو کہا تمہیں اس رب کی قسم جس نے تجھے قدرت وقوت بخشی مجھے کچھ نہ کہنا بلکہ بتایئے سلیمان علیہ السلام میرے متعلق کیا فرماتے ہیں؟ عقاب نے کہا کہ وہ قسم اٹھا چکے ہیں کہ ہد ہد واپس آیا تو ضرور سزا دوں گا ہد ہد نے کہا قسم مطلق ہے یا اس سے استثناء بھی فرمایا تھا۔ عقاب نے کہا ہاں ساتھ ہی فرمایا تھا کہ اگر کوئی معقول عذر لایا تو معاف کر دوں گا۔ ہد ہد نے کہا اب خیر ہے چنانچہ ہد ہد جونہی حضرت سلیمان علیہ السلام کی بارگاہ میں پہنچا تو پر پھیلائے اور گردن نیچی کر کے نہایت عجز وانکسار کے ساتھ سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں حاضری دی تو سلیمان علیہ السلام نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر اپنی طرف کھینچا تو ہد ہد نے کہا اے پیارے نبی آپ اپنی حاضری بارگاہِ حق کی یاد کیجئے یہ سن کر سلیمان علیہ السلام تھرّا گئے۔ مروی ہے کہ سلیمان علیہ السلام نے ہد ہد سے فرمایا اگر تو چاہے تو تیرے پر و بال اکھاڑ کر تجھے دھوپ میں پھینک دوں ہد ہد نے کہا آپ ایسا ہرگز نہیں کر سکتے کیونکہ یہ تو شکاری کرتے ہیں اور آپ تو پیغمبر ہیں۔ پھر سلیمان علیہ السلام نے کہا میرا جی چاہتا ہے کہ میں گلے پر چھری چلا دوں۔ ہد ہد نے کہا یہ بھی آپ نہیں کر سکتے کیونکہ یہ قصابوں کا کام ہے اور آپ تو نبی ہیں۔ پھر سلیمان علیہ السلام نے فرمایا میں چاہتا ہوں تجھے ناجنسوں کے ساتھ قید کر دوں عرض کی کہ آپ یہ بھی نہیں کر سکتے کیونکہ یہ کام خسیس لوگوں کا ہے اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے شان پیغمبری سے نوازا ہے۔ سلیمان علیہ السلام نے فرمایا تو پھر کیا کروں عرض کی معاف فرما دیں کیونکہ معاف کرنا انبیاء علیہم السلام کی شان ہے۔ اس پر آپ نے اسے معاف فرما دیا پھر حالات پوچھے: چنانچہ قرآن مجید میں ہے۔

فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيدٍ فَقَالَ أَحَطتُ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهِ وَجِئْتُكَ مِن سَبَإٍ بِنَبَإٍ يَقِينٍ
إِنِّي وَجَدتُّ امْرَأَةً تَمْلِكُهُمْ وَأُوتِيَتْ مِن كُلِّ شَيْءٍ وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ وَجَدتُّهَا

وَقَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ الآیۃ (النمل: پ۱۹)

ترجمہ: تو ہدہد کچھ زیادہ دیر نہ ٹھہرا اور آکر عرض کی کہ میں وہ بات دیکھ آیا ہوں جو حضور نے نہ دیکھی اور میں شہر سبا سے حضور کے پاس ایک یقینی خبر لایا ہوں۔ میں نے ایک عورت دیکھی کہ ان پر بادشاہی کر رہی ہے اور اسے ہر چیز میں سے ملا ہے اور اس کا بڑا تخت ہے میں اسے اور اس کی قوم کا پایا کہ اللہ کو چھوڑ کر سورج کو سجدہ کرتے ہیں اور شیطان نے ان کے اعمال ان کی نگاہ میں سنوار کر ان کو سیدھی راہ سے روک دیا تو وہ راہ نہیں پاتے۔ (کنز الایمان)

سوال: معلوم ہوا کہ سلیمان علیہ السلام کو سبا کا کوئی علم نہ تھا ثابت ہوا کہ انبیاء علیہم السلام کو علم غیب نہیں۔

جواب: یہ عقیدہ ہدہد پیش کر رہا ہے تو اس سے واضح ہوا کہ مخالفین کا عقیدہ ہدہد والا ہے۔

جواب: آیت میں احاطہ کی نفی ہے علم کی نہیں اور الا حاطۃ لغت میں ''العلم بالشئی من جمیع جھاتہ'' ہے اور واقعی وہ احاطہ ہدہد نے کیا سلیمان علیہ السلام تو ملک سبا میں نہیں گئے۔ چنانچہ ہدہد نے کہا واقعی اَحَطْتُ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ میں نے اس کا گھیرا کیا ہے جس کا تم نے گھیرا نہیں کیا یعنی علم و معرفت اور اس کی جمیع جہات سے حفظ نہیں کیا کیونکہ اسے سلیمان علیہ السلام نے مشاہدہ نہیں فرمایا تھا اور نہ ہی کسی جن و انس نے آپ کو اس کی خبر دی تھی اس میں اشارہ ہے کہ اللہ کا کرم وسیع ہے کہ وہ ایک پرندے کو کسی شے کا علم دیدے جس سے اس وقت تک نبی مرسل کو معلوم نہ ہوا ہو اور یہ نبوت کے شان کے خلاف بھی نہیں کیونکہ نبی رسول کو نبوت کے سوا کسی اور غیر نافع باتوں کا جاننا ان کے لئے ضروری نہیں ہوتا۔ بلکہ ایسے غیر نافع علوم سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پناہ مانگتے تھے کما قال علیہ السلام ''اعوذ بک من علم لاینفع''، میں پناہ مانگتا ہوں غیر نافع علم سے۔

خلاصہ یہ کہ ظاہری طور ہدہد کا احاطہ سلیمان علیہ السلام کے شان اعلیٰ سے بڑھ جانے کا توہم غلط ہے کیونکہ ہدہد کا امور حسیہ کا احاطہ اور سلیمان علیہ السلام کا عدم احاطہ یا اس سے بے خبر رہنا آپ کی شان کی وجہ سے نہیں اس لئے کہ امور محسوسہ کے ادراک و عدم ادراک میں عقلا و غیر عقلا برابر ہیں۔ اس میں فوقیت کا کوئی اعتبار نہیں۔

سوال: ایسا خطاب یعنی ادنیٰ اعلیٰ کو کہے کہ میں نے احاطہ کیا ہے لیکن تو نے احاطہ نہیں کیا تو سوء ادب ہے کہ جو ادنیٰ ہر وقت اعلیٰ کے ساتھ رہتا ہے اسے تو ایسا کہنا ہی بہت بڑی گستاخی ہے۔

جواب: چونکہ اصل مقصد کو بعد میں بیان کیا گیا جب ایسے فوائد کا ذکر فوراً بیان کر دیا جائے ایسے خطابات اکابر برداشت کر لیتے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ ہدہد نے حقیقت واضح کرتے ہوئے کہہ دیا کہ میں اگرچہ گم رہا لیکن وہاں بھی آپ کی خدمت کے لئے گیا تھا چنانچہ سن لیجئے اگر غلط ہو تو پھر سزا دیں۔

وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَإٍ اور میں آپ کے ہاں حاضر ہوا ہوں سبا کے شہر سے جسے مآرب بھی کہتے ہیں: بِنَبَإٍ يَقِينٍ یقینی خبر اور ہے بھی بڑی عظیم القدر اور اس میں بالکل شک نہیں اس میں اشارہ ہے کہ مخبر پر لازم ہے کہ وہ خبر سنائے جس میں سولہ آنے یقین ہو بالخصوص بادشاہوں کی بارگاہ میں۔

فائدہ: سبا منصرف ہے اور یمن کے ایک قبیلے کا نام ہے اور اپنے جد اکبر کی وجہ سے اس نام سے موسوم ہوئے۔

نوٹ: سبا و بلقیس کے تفصیلی واقعات فقیر کی تفسیر "فیوض الرحمن" کا ترجمہ روح البیان میں پڑھیے۔

سوال: جب بلقیس اتنی بڑی ملکہ تھی تو پھر سلیمان علیہ السلام سے اس کے حالات مخفی کیوں رہے؟

جواب: جیسا کہ تفاسیر میں بتایا گیا ہے کہ سلیمان علیہ السلام صنعاء میں نازل ہوئے اور وہ مآرب میں رہتی تھی جس کا درمیان فاصلہ تین ایام کا تھا یا تین میل فرسخ یعنی نو میل کا فاصلہ پر تھی آج

کے دور میں اگر چہ اتنا بڑا فاصلہ نہیں لیکن اس دور کے لحاظ سے بڑا فاصلہ ہے پھر اس میں اللہ کی حکمت کا تقاضا یہی تھا جیسے یعقوب علیہ السلام کے متعلق ہے کہ یوسف علیہ السلام باوجودیکہ اول دنوں میں قریب کے فاصلہ پر تھے لیکن یعقوب علیہ السلام کی توجہ وہاں سے ہٹالی گئی اور یہ اللہ تعالیٰ کی حکمتیں ہیں۔

گہے بر طارم اعلیٰ نشینم
گہے بر پشت پائے خود نہ بینم

کبھی تو ہم عرش اعلیٰ پر بیٹھتے ہیں اور کبھی اپنے پاؤں کی پشت بھی نہیں دیکھتے۔

اِنِّیْ وَجَدْتُّ امْرَاَۃً تَمْلِکُھُمْ ترجمہ: بیشک میں نے ایک عورت کو دیکھا جوان پر شاہی کر رہی ہے یہ جملہ مستانفہ ہے جو ہدہد خبر لایا ہے اس کا بیان ہے۔

فائدہ: رایت کو وَجَدْتُّ اس لیے کہا گیا کہ ہدہد حضرت سلیمان علیہ السلام کو یقین دلانا چاہتا تھا کہ وہ اس عرصہ میں ان کی خدمت کے لئے باہر رہا ہے اگر چہ ان سے دور رہا تب بھی ان کے کام میں لگا رہا کہ ایک ایسی عورت کے حالات کے متعلق واقفیت حاصل کی جو گویا سلیمان علیہ السلام کے لئے ضرورت کی شے تھی جسے وہ حاصل کر کے آپ کے سامنے پیش کر رہا ہے۔

ملک سبا کو ہدہد کی روانگی

جب اسی ہدہد نے آپ کو ملک سبا کی ملکہ "بلقیس" کے بارے میں خبر دی تھی کہ وہ ایک بہت بڑے تخت پر بیٹھ کر سلطنت کرتی ہے اور بادشاہوں کے شایانِ شان جو بھی سروسامان ہوتا ہے وہ سب کچھ اس کے پاس ہے مگر وہ اور اس کی قوم ستاروں کی پجاری ہے اس خبر کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کے نام جو خط ارسال فرمایا اس کو یہی ہدہد لیکر گیا تھا چنانچہ قرآن کریم کا ارشاد ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہدہد سے فرمایا۔

قَالَ سَنَنْظُرُ اَصَدَقْتَ اَمْ کُنْتَ مِنَ الْکٰذِبِیْنَ اِذْھَبْ بِّکِتٰبِیْ (النمل/۲۷)

ترجمہ: سلیمان علیہ السلام نے فرمایا اب ہم دیکھیں گے کہ تو نے سچ کہا یا تو جھوٹوں میں ہے۔ (کنزالایمان)

"تم میرا یہ خط لیکر جاؤ اور ان کے پاس یہ خط ڈال کر پھر ان سے الگ ہو کر تم دیکھو کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں؟ چنانچہ ہدہد یہ خط لیکر گیا اور بلقیس کی گود میں اس خط کو اوپر سے گرا دیا۔ اس وقت اس نے اپنے گرد امراء و ارکان سلطنت کا مجمع اکٹھا کیا پھر خط کو پڑھ کر لرزہ براندام ہوگئی اور اپنے اراکین دولت سے یہ کہا: چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قَالَتْ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اِنِّيْۤ اُلْقِيَ اِلَيَّ كِتٰبٌ كَرِيْمٌ الخ الآیۃ (النمل: ۲۹/۲۷)

ترجمہ: وہ عورت بولی اے سردار! بے شک میری طرف ایک عزت والا خط ڈالا گیا جو حضرت سلیمان (علیہ السلام) کی طرف سے ہے اور بیشک وہ اللہ کے نام سے ہے جو بڑا مہربان اور نہایت ہی رحیم ہے۔ خط کا مضمون یہ ہے کہ تم مجھ پر بلندی نہ چاہو اور تم انسان ہو کر میرے حضور حاضر ہو جاؤ۔

مشورہ بلقیس: ۔ خط سنا کر بلقیس نے اپنی سلطنت کے امیروں اور وزیروں سے مشورہ کیا تو ان لوگوں نے اپنی طاقت اور جنگی مہارت کا اعلان و اظہار کر کے حضرت سلیمان علیہ السلام سے جنگ کا ارادہ کیا۔ اس وقت عقلمند بلقیس نے اپنے امیروں اور وزیروں کو سمجھایا کہ جنگ مناسب نہیں ہے کیونکہ اس سے شہر ویران اور شہر کے عزت دار باشندے ذلیل و خوار ہو جائیں گے۔ اس لیے میں یہ مناسب خیال کرتی ہوں کہ کچھ ہدایا اور تحائف ان کے پاس بھیج دوں اس سے امتحان ہو جائے گا کہ حضرت سلیمان (علیہ السلام) صرف بادشاہ ہیں یا اللہ کے نبی بھی ہیں اگر وہ نبی ہوں گے تو ہرگز میرا ہدیہ قبول نہیں کریں گے بلکہ ہم لوگوں کو اپنے دین کے اتباع کا حکم دیں گے اور اگر صرف بادشاہ ہوں گے تو میرا ہدیہ قبول کر کے نرم پڑ جائیں گے۔ چنانچہ بلقیس نے پانچ سو لونڈیاں بہترین لباس اور زیوروں سے آراستہ کر کے بھیجیں ان لوگوں کے ساتھ پانچ سو سونے کی اینٹیں اور بہت سے جواہرات اور مشک و عنبر اور ایک جڑاؤ تاج مع ایک خط کے اپنے قاصد کے ساتھ بھیجا۔ ہدہد یہ سب دیکھ کر روانہ ہو گیا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار میں آ کر سب خبریں پہنچا دیں۔ چنانچہ بلقیس کا قاصد جب چند دنوں کے بعد تمام سامانوں کو لیکر دربار میں حاضر ہوا تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے غضبناک ہو کر قاصد سے فرمایا کہ:

اَتُمِدُّوْنَنِ بِمَالٍ فَمَآ اٰتٰىنِۦَ اللّٰهُ خَيْرٌ مِّمَّآ اٰتٰىكُمْ بَلْ اَنْتُمْ بِهَدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُوْنَ ۝ اِرْجِعْ اِلَيْهِمْ فَلَنَاْتِيَنَّهُمْ بِجُنُوْدٍ لَّا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُمْ مِّنْهَآ اَذِلَّةً وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ (النمل: ۲۷/۳۶-۳۷)

ترجمہ: (آپ نے فرمایا کہ) کیا (تم لوگ) مال سے میری مدد کرتے ہو؟ تو جو مجھے اللہ نے دیا وہ بہتر ہے اس سے جو تمہیں دیا بلکہ تم ہی اپنے تحفہ پر خوش ہوتے ہو پلٹ ان کی طرف تو ضرور ہم ان پر وہ لشکر لائیں گے جن کی انہیں طاقت نہ ہوگی اور ضرور ہم ان کو اس شہر سے ذلیل کر کے نکال دیں گے یوں کہ وہ پست ہو جائیں گے۔ (کنز الایمان)

چنانچہ اس کے بعد جب قافلہ واپس لوٹ کر بلقیس کو سارا ماجرا سنایا تو بلقیس حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار میں حاضر ہوگئی اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا دربار یہاں کے عجائبات دیکھ کر اس کو یقین آگیا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام خدا کے برحق نبی ہیں اور ان کی سلطنت اللہ کی طرف سے ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کو اپنے دین کی دعوت دی تو اس نے نہایت ہی اخلاص کے ساتھ اسلام قبول کر لیا۔ پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس سے نکاح کر کے اس کو اپنے محل میں رکھ لیا۔

اس سلسلے میں ہدہد نے جو کارنامے انجام دیے وہ بلاشبہ عجائبات عالم میں سے ہے جو یقیناً حضرت سلیمان علیہ السلام کے معجزات میں سے ہے۔

خلاصۃ البحث: ہدہد ایک چھوٹا سا پرندہ ہے وہ نہ ولی اللہ ہے نہ غوث نہ قطب بلکہ اسے ایک عالم دین تو بڑی بات ہے اسے حافظ و قاری کا درجہ و مرتبہ بھی نہیں لیکن اس کے کارنامے بالخصوص علمی تفوق کو مخالفین بھی مانتے ہیں کہ وہ روئے زمین کے چپہ چپہ کی گہرائی سے واقف ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے ملکی دورہ پر (جو کہ آپ روئے زمین کے بادشاہ تھے) جہاں بھی خیمہ زن ہوتے ہدہد کے

ذمہ تھا کہ وہ اس جگہ پانی کا پتہ دے کہ اس جگہ پر کس قدر کھدائی کے بعد پانی ملے گا ہد ہد فوراً اس کی خبر دے دیتا اور اسے ہر وقت یہ مہارت حاصل تھی لیکن افسوس ہے اس برادری پر جو نبوت وولایت کے علوم پر انہیں ہر وقت چڑھتی ہے۔ اس کے بعد بلقیس کے تخت لانے کا کارنامہ جو حضرت آصف بن برخیا نے سرانجام دیا وہ بھی کوئی معمولی کارنامہ نہیں کہ انہوں نے پلک جھپکنے سے پہلے وزنی تخت بلقیس دور دراز مسافت سے لا کر حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے رکھ دیا ایسے کارنامے اگر حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اولیاء کرام کے لئے بیان کیے جائیں تو یہ قوم شرک کے فتویٰ لگانا شروع کر دیتی ہے۔ ہاں یہ بیچارے بھی مجبور ہیں اس لیے کہ ان کا عقیدہ ہے بھی ایسا مثلاً ان کا عقیدہ ہے کہ انبیاء واولیاء ہماری طرح عاجز بندے اور مجبور محض ہیں اور قاعدہ اسلامیہ ہے کہ انبیاء عظام واولیاء کرام علیٰ نبینا وعلیھم السلام کو اپنے جیسا سمجھ لینا یہ گمراہی کا سرچشمہ ہے۔ حضرت مولانا رومی علیہ الرحمہ نے مثنوی شریف میں اسی مضمون پر روشنی ڈالتے ہوئے بڑی وضاحت کے ساتھ تحریر فرمایا ہے کہ

جملہ عالم زیں سبب گمراہ شد — کم کسے زبدال حق آگاہ شد

یعنی تمام دنیا اس وجہ سے گمراہ ہوگئی کہ خدا کے اولیاء سے بہت کم لوگ آگاہ ہوئے۔

اولیاء راہمچو خود پنداشتند! — ہمسری با انبیاء برداشتند

لوگوں نے اولیاء کو اپنے جیسا سمجھ لیا اور انبیاء کے ساتھ برابری کر بیٹھے۔

ایں ندانستند بایشاں از عمیٰ — ہست فرقے درمیاں بے انتہا

ان لوگوں نے اپنے اندھے پن سے یہ نہیں جانا کہ عوام اور اولیاء کے درمیان بے انتہا فرق ہے۔

یاد رہے کہ اولیاء کرام کو ہرگز ہرگز عام انسانوں کی طرح نہیں سمجھنا چاہیے بلکہ یہ عقیدہ رکھ کر اولیاء کرام کی تعظیم وتکریم کرنی چاہیے کہ ان لوگوں پر خداوند قدوس کا خاص فضل عظیم ہے اور یہ لوگ

بے پناہ روحانی طاقتوں کے بادشاہ بلکہ شہنشاہ ہیں یہ لوگ اللہ کے حکم سے بڑی بڑی بلائیں اور مصیبتیں ٹال سکتے ہیں اور ان کی قبروں کا بھی ادب رکھنا لازم ہے اولیاء کی قبروں پر فیوض و برکات خداوندی کی بارش ہوتی رہتی ہے اور جو عقیدت و محبت سے ان کے مزارات کی زیارت کرتا ہے وہ ضرور ان بزرگوں کے فیوض و برکات سے فیض یاب ہوا کرتا ہے۔

اس بحث میں فرقہ وہابیہ اولیاء کرام کی بے ادبی کرتے رہتے ہیں چونکہ فقیر کا یہ موضوع نہیں یہ تو ضمناً کچھ عرض کر دیا ہے تا کہ اہل اسلام حیوانات کی بولیوں سے آگاہ ہو کر انبیاء عظام علیہم السلام بالخصوص امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے تابعین اولیاء کرام رحمہم اللہ کے کمالات کے عقیدہ میں پختگی و مضبوطی سے سرشار ہوں۔

واقعہ اصحاب کہف:

مروی ہے کہ دقیانوس نے جب روم کے ممالک پر قبضہ کیا تو اس نے یہاں پر اپنے معبودان باطلہ کے لئے ایک مذبح تیار کیا اور شہر والوں کو حکم فرمایا کہ اس کے معبودوں کی پرستش کریں جو شخص اس کے حکم پر بتوں کی پرستش کرتا نجات پا جاتا اور جو انکار کرتا اسے قتل کرا دیتا اسی شہر کے چھ بزرگ زادے نوجوان گوشہ تنہائی میں بیٹھے خدا تعالیٰ کی عبادت میں مصروف ہو گئے اور ہر وقت بارگاہ حق میں ایسے ظالم بادشاہ کی شرارت سے پناہ مانگتے تھے لیکن جب ان کا معاملہ بادشاہ تک پہنچا تو اس نے انہیں گرفتار کرلیا اور سختی سے غیر اللہ کی پرستش پر مجبور کیا لیکن یہ حضرات توحید حق پر ڈٹ گئے بادشاہ کے غلط حکم کی ذرہ برابر پروانہ نہ کی۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ ان کا تمام مال و متاع چھین لیا جائے اور انہیں کہا کہ تم نوجوان ہو ابھی تم دنیا سے نفع اندوز نہیں ہوئے مجھے تمہارے حال پر رحم آتا ہے میں تمہیں تین دن کی مہلت دیتا ہوں تم اپنے متعلق سوچ لو میرا حکم مانو گے تو زندگی آرام سے بسر ہوگی ورنہ نقصان اٹھاؤ گے انہوں نے ان تین دنوں کو غنیمت سمجھا اور بادشاہ سے مہلت پا کر وہاں سے بھاگ نکلے اور بقدر

ضرورت زادِ راہ اپنے اپنے گھروں سے اٹھا کر رختِ سفر باندھ کر شہر کے کسی نزدیکی غار میں چھپ گئے۔

سگ اصحاب کہف

مروی ہے کہ جب رخت سفر باندھ کر روانہ ہوئے تو راستہ میں چرواہا ملا اس نے بھی ان کی رفاقت اختیار کی چرواہے کا ایک کتا تھا وہ بھی ان کے پیچھے ہولیا ہر چند اسے بھگایا اس نے ان کا دامن نہ چھوڑا اللہ تعالیٰ نے اسے بولنے کی طاقت بخشی اور ان سے گویا ہوا کہ بزرگو! مجھے اللہ والوں سے پیار اور عقیدت ہے لہٰذا مجھے بھی ساتھ لے چلو بلکہ جہاں تم آرام فرماؤ گے میں تمہاری نگرانی کرتا رہوں گا چرواہے نے کہا اس پہاڑ میں ایک غار ہے جو ہمارے مقصد کے لئے موزوں ہے چنانچہ چرواہے کے مشورے پر اسی غار میں پہنچے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کیا ہے۔

اِذْ اَوَى الْفِتْيَةُ اِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ۝ فَضَرَبْنَا عَلٰٓى اٰذَانِهِمْ فِى الْكَهْفِ سِنِيْنَ عَدَدًا ۝ ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ اَىُّ الْحِزْبَيْنِ اَحْصٰى لِمَا لَبِثُوْٓا اَمَدًا ۝ (الکہف: ۱۵/۱۰ تا ۱۲)

ترجمہ: ان نوجوانوں نے غار میں پناہ لی پھر بولے اے ہمارے رب ہمیں اپنے پاس سے رحمت دے اور ہمارے کام میں ہمارے لیے راہ یابی کے سامان تیار کر تو پھر ہم نے اس غار میں ان کے کانوں پر گنتی کے کئی برس تھپکی دے کر سلا دیا پھر ہم نے انہیں جگایا تا کہ دیکھیں دو گروہوں میں کون ان کے ٹھہرنے کی مدت زیادہ ٹھیک بتاتا ہے۔ (کنز الایمان)

نوٹ: اسی پر اکتفا کرتا ہوں تا کہ کتاب ضخیم نہ ہو جائے اس کی مزید تفصیل و تحقیق فقیر کی تصنیف "نسبت سگت" میں ملاحظہ ہو۔

استن حنانہ روتا بھی ہے اور بولتا بھی ہے

آخر میں تبرک کے طور پر استن حنانہ کا ذکر عرض کرتا ہوں۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب مسجد نبوی پر کھجور کی لکڑیوں کی چھت ڈالی ہوئی تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک سوکھی لکڑی کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے جب منبر تیار کر کے آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو ہم نے اس ستون کی اس طرح یہ زاری سنی جیسے بچہ جننے والی اونٹنی واویلا کرتی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر شریف پر جلوہ افروز ہوئے تو ستون بیل کی طرح چلانے لگا یہاں تک کہ اس کی آواز سے مسجد گونج اٹھی۔

حضرت رعش بن سعد رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ ستون کے رونے کی آواز سن کر تمام حاضرین بھی رونے لگے۔

حضرت مطلب بن ابی وداعہ اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ ستون ایسا پھوٹ پھوٹ کر رویا کہ پھٹ گیا اور جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دست شفقت اس پر رکھا تو خاموش ہوا۔

دیگر حضرات کی روایتوں میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ فقدانِ ذکر کے باعث روتا ہے اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر حبیب پروردگار اسے سینے سے نہ لگاتے تو آپ کی جدائی میں وہ قیامت تک برابر روتا رہتا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے اس ستون کو منبر شریف کے نیچے دفن کر دیا گیا جیسا کہ حضرت مطلب بن ابی وداعہ، حضرت سہل بن سعد کی روایتوں اور حضرت انس رضی اللہ عنہم کی اس روایت میں ہے جو اسحٰق علیہ الرحمہ کے طریق سے ہے۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ وہ منبر رسول کے نیچے دفن کیا گیا اور بعض طریق میں ہے کہ مسجد نبوی کی چھت میں لگا دیا گیا۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر اس ستون کے نزدیک نماز ادا کیا کرتے اور جب مسجد نبوی شہید کی گئی تو وہ لکڑی حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو مرحمت فرمادی گئی اور وہ ان کے پاس ہی رہی یہاں تک کہ اسے دیمک کھا گئی اور ریزہ ریزہ ہوگئی۔

امام رجعفرا ئینی علیہ الرحمہ نے ذکر کیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روتے

...وئے ستون کو بلایا تو وہ لپک کر آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
...نے اسے سینے سے لگایا اس کے بعد اسے واپس لوٹنے کا حکم دیا تو وہ وہیں چلا گیا۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ستون کو تڑپتے اور بلکتے ہوئے دیکھ کر اس سے فرمایا:

...نْ شِئْتَ اَدْرَکَ اِلَی الْحَائِطِ الَّذِیْ کُنْتَ فِیْهِ تَنْبُتُ لَکَ عُرُوْقُکَ وَیَکْمُلُ خَلْقُکَ وَیَجِدُّلَکَ خُوْصٌ وَثَمَرَةٌ وَاِنْ شِئْتَ اَغْرِسُکَ فِی الْجَنَّةِ فَیَاکُلُ اَوْلِیَاءُ اللّٰهِ مِنْ ثَمَرِکَ ثُمَّ اَصْغٰی لَهُ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یَسْتَمِعُ مَایَقُوْلُ فَقَالَ بَلْ تَغْرِسُنِیْ فِی الْجَنَّةِ فَیَاکُلُ مِنِّیْ اَوْلِیَاءَ اللّٰهِ وَاَکُوْنُ فِیْ مَکَانٍ لَا اَبْلٰی فِیْهِ فَسَمِعَهُ مَنْ یَلِیْهِ فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَدْ فَعَلْتُ ثُمَّ قَالَ اِخْتَارَ دَارَ الْبَقَاءِ عَلٰی دَارِ الْفَنَاءِ۔

یعنی، اگر تو چاہے تو میں تجھے اس باغ میں لوٹا دوں جس میں تو پہلے تھا وہاں تجھ میں شاخیں نکل آئیں اور مکمل درخت بن جائے اور تیرے اوپر پھل پھول آئیں اور اگر تو چاہے تو میں جنت میں تجھے لگا دوں اور اولیاء اللہ تیرے پھل کھائیں۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی جانب کان لگائے کہ جواب کیا دیتا ہے۔

جواب دیا مجھے جنت میں لگا دیجئے تا کہ اولیاء اللہ میرے پھل کھائیں اور پرانا ہونے سے بچ جاؤں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نے یہ کام کر دیا پھر فرمایا تو نے فانی گھر کو چھوڑ کر باقی رہنے والے گھر کو پسند کیا ہے۔

فائدہ: حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ جب اس حدیث کو بیان کرتے تو زار و قطار روتے اور کہتے خدا کے بندو! جب خشک لکڑی منصب رسالت کی عظمت کو مدّ نظر رکھتے ہوئے آپ کے فراق میں روتی ہے تو ہمیں آپ کی محبت کا اشتیاق بدر جہا زیادہ ہونا چاہیے۔

سند الحدیث: اس حدیث کو حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے حفص بن عبداللہ اور کہا گیا ہے کہ عبداللہ بن حفص ایمن، ابونضرہ ابن المسیب، سعید بن ابی کرب، کریب اور ابو صالح علیھم الرحمہ نے روایت کیا ہے اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے امام حسن بصری، ثابت ، اسحٰق اور ابو طلحہ علیھم الرحمہ نے اس کی روایت کی ہے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ

سے نافع اور ابوحیہ علیہ الرحمہ نے روایت کی اور ابونضرہ اور ابوالوداک علیہما الرحمہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ عمار بن ابی عمار علیہ الرحمہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ابوحازم اور حباس بن سہل علیہ الرحمہ نے حضرت مطلب بن ابی وداعہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن بریدہ علیہ الرحمہ نے اپنے والد محترم حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ امام قاضی عیاض علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جیسا آپ نے ملاحظہ فرمایا اس حدیث کی کتنے محدثین نے تخریج کی ہے کتنے صحابہ کرام سے یہ حدیث مروی ہے اور ان سے بھی دو چند تابعین عظام نے ان سے اس کی روایت کی ہے جن کا ذکر ہو چکا اور کتنے ہی وہ ہیں جن کا یہاں ذکر نہیں کیا گیا حالانکہ اہل علم پر یہ مخفی نہیں کہ علم الیقین اس سے بھی کم رواۃ پر حاصل ہوتا ہے اور اللہ جل مجدہٗ ہی راہ صواب پر ثابت قدم رکھنے والا ہے۔

محدثین کرام فرماتے ہیں کہ: یہ مشہور و معروف اور تواتر کے ساتھ مروی ہے امام بخاری و امام مسلم علیہما الرحمہ نے اس کی تخریج کی ہے اور دس سے زیادہ صحابہ کرام نے اسے روایت کیا ہے۔ جن میں حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت انس بن مالک، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت ابی بن کعب، حضرت سہل بن سعد، حضرت ابوسعید خدری، حضرت بریدہ، حضرت ام سلمہ اور حضرت مطلب بن ابی وداعہ رضی اللہ عنہم شامل ہیں یہ تمام حضرات اس حدیث کو معناً روایت کرتے ہیں اور ترمذی نے کہا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث صحیح ہے۔

قاعدہ: متواتر الفاظ صرف قرآن مجید میں ہے اس کے بعد متواتر بالالفاظ کوئی حدیث نہیں، ہاں متواتر بالمعنیٰ بکثرت ہیں انہیں اعلیٰ درجہ کی متواتر بالمعنیٰ حدیث ستون حنانہ ہے جسے فقیر نے اوپر تفصیل سے عرض کیا مزید تفصیل کے فقیر کی شرح مثنوی پڑھیے۔

فوائد الحدیث: حدیث استن حنانہ میں جماد کا رونا، بولنا تو ہمارا موضوع ہے اس کے علاوہ مندرج ذیل فوائد حاصل ہوئے۔

☆...... حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مختار کل باذنہٖ تعالیٰ ہیں کہ جسے اور جس طرح چاہیں آپ کو منجانب اللہ اختیار ہے اس مسئلہ کی تفصیل فقیر کی تصنیف "اختیار الکل لمختار الکل" میں پڑھیے۔

☆...... ہر عالم کا علیحدہ علیحدہ قانون وضابطہ ہے لیکن حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے

پابند نہیں چاہیں تو دنیا کی چیزوں کو آخرت میں منتقل فرمادیں چاہیں تو آخرت کی اشیاء دنیا میں منتقل فرمادیں جیسے سوکھی لکڑی کو فرمایا تو چاہے تو میں تجھے جنت کا پھل دار درخت بنادوں۔

☆......ایسے اختیارات آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ہر وقت حاصل ہیں۔

(یہ عقیدہ غلط ہے کہ آپ کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا) (تقویۃ الایمان ملخصا) (معاذاللہ)

جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سوکھی لکڑی سے اس کی پسند پر فرمایا۔

"قد فعلت الخ" اس مسئلہ کی تحقیق فقیر کی تصنیف "التصرفات فی اختیار صاحب المعجزات والکرامات" میں پڑھیے۔

عاشق زار

عارف رومی علیہ الرحمہ نے اس واقعہ کو بڑے سوز وگداز سے مثنوی شریف میں بیان فرمایا لیکن یہاں پر فقیر ایک اور عاشق صادق کی نظم پیش کر کے مضمون کو ختم کرتا ہے۔ اس عاشق سے میری مراد مولانا کفایت علی کافی علیہ الرحمہ ہیں۔

ستون کی دیکھ کر حالت صحابہ سربسر روئے
تمام حاضرین مجلس خیرالبشر روئے

رلادے جب کہ چوب خشک کو حضرت کی مہجوری
کہو پھر عین غیرت سے نہ کیونکر یہ بشر روئے

سنی جب اس ستون عاشق بیتاب کی زاری
رسول اللہ کے اصحاب کیسے کس طرح روئے

کوئی ایسا نہ تھا اس بزم میں جس پر نہ تھی رقت
بہت روئے بہت روئے تمامی بیشتر روئے

پھر آجاتا ہے آنکھوں میں وہ عالم ان کے رونے کا
کہ کس کس طرح سے اصحاب با سوز جگر روئے

ادھر گرم فغاں تھا وہ ستون صدمے سے فرقت کے
ادھر یہ شدت رقت سے باصد چشم تر روئے

ستون خاموش ہوتا تھا نہ یہ رونے سے چپتے تھے

وہ آہیں مار چلایا یہ دل کو کھول کر رو...

ستوں نے یہ کیے نالے کہ چشم حال سے اس دم

شجر روئے، حجر روئے سبھی دیوار و در رو...

رسول اللہ کی الفت محبو! عین ایمان ہے

فراق مصطفٰی میں اہل ایمان عمر بھر رو...

تصوّر آ گیا رونے میں جب لمعان دنداں کا

تو مشتاقان دندان نبی سلک گہر رو...

لب لعل مبارک کے جو مشتاق زیارت تھے

بجائے اشک عین شوق سے لخت جگر رو...

بشکل ابر دے کافی یہ مجبوروں کا عالم ہے

یہاں روئے وہاں روئے ادھر روئے ادھر رو...

هذا آخر رقمه

الفقیر القادری ابی الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفر لہ

بہاولپور (پاکستان)

۸ جمادی الاول ۱۴۲۴ھ بروز سہ شنبہ بعد صلوٰۃ الظہ...